اثباتِ عزاداری

مُصنّف:
عالیجناب سیّد سبط الحسن صاحب
فاضلِ ھنسوی

یه کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم هیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے هیں.

منجانب .



سبیلِ سکینه

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲_۱۱۰

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

یا عباسؑ

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

DvD Version

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

25

سبیلِ سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸-C1

اثبات عزاداری

مصنّفہ

عالیجناب سیّد سبط الحسن صاحب

فاضلِ ہنسوی

ناشر

رحمت اللہ بُک ایجنسی
بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی ۷۴۰۰۰
فون ۲۴۳۱۵۷۷

عرضِ ناشر

عزاداری کے مخالفین اپنے اپنے حلقوں میں یہ غلط فہمی پھیلاتے ہیں کہ عزاداری سیّد الشہداء کے مراسم خلاف مذہب ہیں۔

اس لئے اکثر مقامات پر عزاداری کے زمانہ میں فرقہ وارانہ جھگڑے بھی پیش آتے ہیں۔

ضرورت تھی ایک ایسے رسالہ کی جس میں بالکل غیر جانبدارانہ طور پر صرف علمائے اہلسنت کے ہدایات متعلق عزاداری پیش کر دئیے جائیں جن سے معلوم ہو کہ عزاداری کے مسئلہ میں اہلسنت کو اختلاف نہیں ہے

فاضل ہنسوی نے اپنے اس رسالہ میں اس فرض کو اچھی طرح انجام دیا ہے۔ اُمید ہے کہ تمام افراد اس رسالہ کو سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں گے۔

والسلام

اکبر ابن حسن

(۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشورائے محرم کو خوشی منانے کے متعلق تمام روایتیں موضوع ہیں سوائے یوم غم منانے کے اُس دن کی اور کوئی فضیلت نہیں ہے دشمنان اہلبیت نے اُسکو یوم سرور بنایا ہے

موجودہ زمانہ کے مصر کے زبردست محقق علامہ شبلی جلال الحسینی الحنفی اپنی مشہور تصنیف "الحسین" جلد دوم کے صفحہ ۱۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں (یہ کتاب سنہ ۱۳۶۹ھ میں مکتبۃ السلفیۃ قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

الف۔ قال ابن تيمية في منهاج	علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ جلد
السنة ج ۲ ص ۲۴۸ وكذالك	۲ ص ۲۴۸ میں فرماتے ہیں ایسے ہی عاشور
بدعة السرور والفرح وروي	محرم کو خوشی اور سرور کرنے کی بدعت ہے
من احد انه من وسع على	اور یہ حدیث کہ "جو شخص عاشور کے دن
اهله يوم عاشوراء وسع الله	اپنے اہل و عیال پر فراخی کریگا اللہ اُسپر
عليه سائر سنته قال احمد بن حنبل	تمام سال فراخی رکھیگا" اسکے بارے میں
هذا الحديث لا اصل له ولم يستحب	امام احمد بن حنبل کا ارشاد ہے کہ اس حدیث

احد من الائمة الاربعة لا هذا	کی کوئی اصل نہیں ہے (یعنی حنفی ہو
ولا هذا و بدعة التوسعة	اور چاروں اماموں میں سے (یعنی
على العيال واتخاذ اطعمة	ابو حنیفہ، شافعی، مالک، احمد حنبل)
غير معتادة اصلها من المتعصبين	کسی ایک نے بھی ایسی ویسی باتوں پر سے
بالباطل على الحسين وتلك	کوئی امر کرنا مستحب باعث ثواب نہیں کہا ہے
بدعة اصلها من المتعصبين	غرضکہ اپنے عیال پر فراخی کرنا اور
بالباطل۔	روزمرہ کے خلاف مخصوص اس دن کیلئے

وغیرہ کھانے پکوانا یہ سب باتیں اُن لوگوں کی ایجاد ہیں جو امام حسینؑ کے خلاف تعصب رکھتے ہیں یعنی جو دشمنان حسینؑ ہیں

(ب) اما حديث التوسعة	لیکن حدیث توسع جس کے الفاظ یہ ہیں
ولفظه من وسع على عياله يوم	جو روز عاشور محرم اپنے عیال پر
عاشوراء وسع الله عليه في سنته	فراخی کریگا خدا اُس پر تمام سال
كلها قاله تفرد به الهيثم بن	فراخی کرے گا" یہ حدیث صرف
شداخ ضعيف باتفاق. و	ہیثم بن شداخ سے مروی ہے جو
قال ابن رجب لا يصح اسناده	تمام لوگوں کے نزدیک باتفاق
داورده ابن الجوزي في	ضعیف ہیں۔ ابن رجب کہتے ہیں
الموضوع وبعضهم حسنه	کہ اس کی روایت کی سند صحیح نہیں ہے اور

اما غير ذلك مما اشتهر فعله
في يوم عاشوراء كالاكتحال
والتزين باللباس وزيارة
العلماء والاخوان وشبه ذلك
من الامور الحسنة فلم يصح
منها شيء بل هي من وضع
قتلة الحسين اتخذوه
عيداً۔

اس حدیث کو علامہ ابن جوزی نے
موضوعات میں شمار کیا ہے بعض نے
حسن بھی کہا ہے مگر اسکے علاوہ اور
افعال بھی جن کا کرنا سنت و ثواب کا
سبب قرار دیا گیا ہے مثلاً عاشورہ کے
دن سرمہ لگانا عمدہ کپڑے پہننا علماء
اور برادری والوں کی ملاقات کیلئے
مثل عید کے دن کے جانا یہ مثل اسکے
اور امور حسنہ تو ان سب امور کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ بلکہ وہ قاتلان
حسینؑ کی ایجاد کی ہوئی باتیں ہیں جنہوں نے عاشورہ محرم (جو یوم غم ہے)
کو عید کا دن قرار دیا ہے۔

پھر ص۱۶۲ پر یوں تحریر کرتے ہیں۔

(ج) وقال الغزالي في مكاشفة
القلوب ص۲۰۲ روى البيهقي
في شعب الايمان من وسع على
عياله واهله يوم عاشوراء
وسع الله عليه في سائر سنته

امام غزالی مکاشفۃ القلوب کے ص۲۰۲
پر تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث توسع کو
بیہقی نے شعب الایمان میں روایت
کیا ہے اور اس حدیث کو ایک رسم
عاشورہ کو خیرات میں بنا بر رکھا ہے سو

وفی روایة منکرة الطبرانی الصدقة فیه بدرهم بسبعمائة الف درهم اما حدیث من اکتحل یومه لم یرمد ذلک العام ومن اغتسل فیه لم یمرض فموضوع وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومه بدعة وقال ابن القیم حدیث الاکتحال وطبخ الحبوب والادهان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین۔

درہم صدقہ کرنے کے" طبرانی نے نقل کیا ہے جو قابل اعتراض ہے لیکن اور یہ حدیثیں کہ جو شخص عاشور کو سرمہ لگائے سال بھر تک اسکی آنکھ آشوب نکریگی یا جو شخص اسدن غسل کرے بیمار نہوگا۔ یہ سب موضوع ہیں۔ امام حاکم نے تو اسکی تصریح کی ہے کہ عاشور کے دن سرمہ لگانا بدعت ہے اور علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ سرمہ لگانے، اور لذیذ اور عمدہ کھانے پکانے اور تیل اور عطر لگانے والی حدیثیں جو خاص کر عاشور محرم کے دن کے لئے روایت کی جاتی ہیں سب جھوٹوں کی گڑھی ہوئی ہیں۔

(صفحہ ۵۵ پر ہے)

وذکر المقریزی فی الخطط ص ۴۹۰ ج ا طبع بولاق قال یوم عاشوراء کان الخلفاء الفاطمیین یتخذونه یوم حزن تتعطل فیه

علامہ مقریزی خطط جلد ا ص ۴۹۰ طبع بولاق مصر میں تحریر فرماتے ہیں مصر کے خلفاء فاطمیین عاشور محرم کو غم مناتے تھے اسدن بازار بند

الاسواق ويعمل فيه السماط العظيم
المسمى سماط الحزن فلما زالت الدولة
اتخذ الملوك من بني ايوب يوم
عاشوراء يوم سرور يوسعون فيه
على عيالهم ويتبسطون في المطاعم
ويصنعون الحلاوات ويتخذون
الاواني الجديدة ويكتحلون
ويدخلون الحمام جريا على عادة
اهل الشام التي سنها لهم الحجاج
في ايام عبد الملك بن مروان
ليرغموا آناف شيعة علي بن
ابي طالب كرم الله وجهه الذين
يتخذون يوم عاشوراء يوم عزاء
وحزن على الحسين بن علي لانه
قتل فيه وقد ادركنا بقايا مما
عمله بنو ايوب من اتخاذ يوم
عاشوراء يوم سرور وتبسط

کردیے جاتے تھے اور وسیع ماتم بچھائی
جاتی تھی لیکن خلفائے بنی فاطمہ کا
زوال ہوا تو سلاطین بنی ایوب نے
عاشورِ محرم کو خوشی کا دن قرار دیا۔
اہل و عیال پر فراخی کی جاتی تھی لذیذ
اور عمدہ قسم کے کھانے اور حلوے بنتے
تھے۔ دسترخوان بچھایا جاتا تھا جس پر
قسم قسم کے کھانے پینے کی چیزیں ہوتی
تھیں نئے برتن خریدے جاتے تھے یعنی
میلا و بازار لگتا تھا جس میں خرید و فروخت
ہوتی تھی، سرمہ لگاتے تھے حمام میں
جاتے تھے یہ سب باتیں مثل شامیوں کے
کیجاتی تھیں جنہیں عبد الملک بن مروان
کے زمانہ میں حجاج بن یوسف نے
یہ رسمیں صرف اسلئے جاری
کی تھیں تاکہ دسویں محرم کو خوشی کرکے
حضرت علی کے شیعوں کو تکلیف پہونچایا

واری ان عادة بنی ایوب فی التوسع والسرور یوم عاشوراء انما هی عادة من قبلهم کانوا بالشام کسائر اهلها فاستمروا علیها عصرهم لما زالت دولة الفاطمیین علی ید صلاح الدین یوسف بن ایوب بقیت عادة بنی ایوب و نبتها کونها مناقضة لعادة الفاطمیین۔

کیونکہ شیعیان علی اس دن غم وحزن کا اظہار کرتے تھے انہی شامیوں کی پیروی بنی ایوب نے بھی کی کہ وہ اس دن خوشی مناتے تھے اور یہ خیال ان کا عید منانے کی رسم بنی ایوب میں اس زمانہ سے تھی جبکہ لوگ شام میں تھے تو دیگر شامیوں کی طرح یہ برابر خوشی کرتے تھے مصر میں آنے کے بعد بھی یہی عادت جاری رکھی چنانچہ جب سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھوں بنی فاطمہ کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہ لوگ مثل ملک شام کے مصر میں عید عاشور منانے لگے اور ان لوگوں کا یہ عمل فاطمیین کی رسم عزاداری کے بالکل خلاف تھا۔

(۲)

علامہ شیخ شہاب الدین ابن حجر الہیتمی المکی جو اپنے زمانہ کے شیخ الفقہاء والمحدثین ہونے کے علاوہ مکہ معظمہ کے مفتی تھے صواعق محرقہ ص۱۰۹ و ص۱۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں (مطبوعہ میمنیہ مصر سنہ ۱۳۲۴ھ)

وایاہ ثم ایاہ ان یشتغل

اور اپنے کو بچائے پھر بچائے

— يبدع الناصبة المتعصبين
على اهل البيت والجهال المتقابلين
للفاسد بالفاسد البدعة
بالبدعة والشر بالشر من اظهار
غاية الفرح والسرور واتخاذه
عيدا واظهار الزينة فيه
كالخضاب والاكتحال ولبس جديد
الثياب وتوسيع النفقات وطبخ
الاطعمة والحبوب الخارجة عن
العادات واعتقادهم ان ذلك
من السنة والمعتاد والسنة
ترك ذلك كله فانه لم يرو في ذلك
شيء يعتمد عليه ولا اثر يرجع
اليه وقد سئل بعض ائمة الحديث
والفقه عن الكحل والغسل والحناء
وطبخ الحبوب ولبس الجديد واظهار
السرور يوم عاشوراء فقال المرير

— ایسا نہ ہو کہ ناصبیوں کے
بدعات جو اہلبیت رسول کے خلاف تعصب
رکھتے ہیں کرنے لگے یا جاہلوں کے
بدعات جو فاسد کو فاسد سے اور
بدعت کو بدعت سے اور بدی کو بدی
سے بھرتے ہیں یعنی غایت درجہ کی
فرح اور سرور کو ظاہر کرنا۔ اور عاشورہ
کے دن عید منانا اور آرائش و زینت
کرنا جیسے خضاب کرنا اور سرمہ لگانا
اور نئی پوشاک بدلنا اور خرچ میں فراخی
کرنا اور کھانے دانے معمول سے زیادہ
پکانا اور انکا یہ سمجھنا کہ یہ امور مسنون و
معتاد ہیں یعنی سنت ہیں غلط ہے بلکہ
تمام امور کا ترک سنت ہے کیونکہ اس
بابت میں قابل اعتبار کوئی روایت
نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی حدیث ہے
جس کی طرف رجوع کی جائے

فيه حديث صحيح عنه صلى الله
عليه وسلم ولا عن احد من اصحابه
ولا استحبه احد من ائمة المسلمين
من الاربعة ولا من غيرهم ولم يرو
في الكتب المعتمدة في ذلك صحيح ولا
ضعيف وما قيل ان من اكتحل
يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام
ومن اغتسل لم يمرض كذلك و
من وسع على عياله فيه وسع الله
عليه سائر سنته و امثال ذلك
مثل فضل الصلوٰة فيه وانه
كان فيه توبة ادم واستواء
السفينة على الجودي وانجاء
ابراهيم من النار وفداء الذبيح
بالكبش ورد يوسف على يعقوب
عليهم السلام فكل ذلك موضوع
الا حديث التوسعة على

حدیث اور فقہ کے بعض اماموں سے
سوال کیا گیا کہ سرمہ لگانے اور مہندی
لگانے اور کھانا پکانے اور کپڑے بدلنے
اور خوشی ظاہر کرنے کا عاشورہ کے دن میں
کیا حکم ہے انھوں نے جواب دیا اس
بارے میں رسول اللہ صلعم سے کوئی حدیث صحیح
مروی نہیں ہے اور نہ اُن کے کسی
صحابی اور نہ مسلمانوں کے چاروں
اماموں یعنی ابو حنیفہ مالک شافعی
احمد بن حنبل میں سے کسی نے اسکو
مستحب سمجھا اور نہ کسی اور نے اور نہ معتمد
ومعتبر کتابوں میں اس بارے میں
کوئی روایت صحیح ہے نہ ضعیف اور جو
کہتے ہیں کہ جس نے عاشورہ کے دن
سرمہ لگایا تو اس سال اسکی آنکھیں نہ
دکھیں گی اور جو کوئی نہایا سال بھر
بیمار نہو گا اور جس نے اپنے عیال پر

العیال لکن فی سندہ من تکلم فیہ
فصار ہولا لجہلہم یتخذ ونہ
موسمًا۔ وقد صرح الحاکم بان
الاکتحال یومہ بدعة مع روایتہ
خبر ان من اکتحل بالاثمد یوم
عاشوراء لم ترمد عینہ ابدًا
لکنہ قال انہ منکر ومن ثم
اوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات
من طریق الحاکم قال بعض الحفاظ
من غیر ذلک الطریق ونقل
المجد اللغوی عن الحاکم ان سائر
الاحادیث فی فضلہ غیر الصوم
کفضل الصلوة وکالانفاق والخضاب
والادھان الاکتحال وطبخ
الحبوب غیر ذلک کلہ
موضوع ومفتری وبذلک
صرح ابن القیم ایضا فقال

فراخی کی تو اسے تمام سال خیر فراخی
رکھے گا اور اسی قسم کی اور دوسری
روایتیں جیسے اسکی نماز کی فضیلت
اور یہ کہ آدم کی توبہ قبول ہوئی اور نوح
کی کشتی جودی پر جا ٹھہری اور ابراہیم
کو آگ سے نجات ملی اور ذبیحہ اسمٰعیل
کا فدیہ ہوا اور یوسف یعقوب کے
پاس آئے۔ یہ سب حدیثیں موضوع
(گھڑی ہوئی) ہیں بجز توسعہ علی العیال
کے لیکن اسکے سند میں ایسا شخص ہے جس کے
حق میں کلام ہے۔ اسلئے یہ حدیث بھی
قابل اعتبار نہیں۔ سوائے اسکے کہ اس
گروہ یعنی وہ لوگ جو دسویں محرم کو
بجائے غم و الم کے خوشی ظاہر کرتے ہیں
نے اپنی جہالت سے اسکو یعنی عشرہ محرم کو
سرور و خوشی کا موسم بنالیا ہے۔
اور امام حاکم نے تو صاف بیان کیا ہے

حدیث الاکتحال والادھان والتطیب یوم عاشوراء من وضع الکذابین۔

کہ عاشورہ کو سُرمہ لگانا بدعت ہے باوجودیکہ انھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے روزِ عاشورہ سرمہ اثمد لگایا تو اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی" لیکن اسکے بارے میں کہدیا ہے کہ یہ حدیث منکر (خراب اور اعتبار کرنے کے قابل نہیں) ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن جوزی اس حدیث کو حاکم کے طریق سے موضوعات (گڑھی ہوئی حدیثوں) میں لائے ہیں۔ اور بعض حفاظ حدیث نے اور طریقہ سے بھی کہا ہے۔ اور مجد الدین لغوی (صاحب قاموس) امام حاکم سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ کے سوا عاشور کی فضیلت کی ساری حدیثیں جیسے نماز کی اور خرچ کی اور خضاب کی اور تیل لگانے کی اور سرمہ لگانے کی اور کھانا پکانے کی اور اسکے سوا تمام حدیثیں موضوع اور گڑھی ہوئی ہیں۔ اور علامہ ابن قیم نے صراحت کیا ہے کہا ہے کہ سرمہ لگانے کی حدیث اور تیل اور خوشبو لگانے کی عاشورا کو جھوٹے لوگوں نے گڑھی ہے

(۳) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ما ثبت من السنّۃ کے ص۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں، مطبوعہ قیومی پریس کانپور ۱۳۲۳ھ

(الف) وفی المقاصد الحسنۃ اور علامہ شیخ محمد سخاوی نے مقاصد حسنہ

للشیخ محمد السخاوی حدیث من
اکتحل بالاثمد یوم عاشوراء لم ترمد
عینہ ابدا رواہ الحاکم والبیہقی
فی الثالث والعشرین فی الشعب
والدیلمی من حدیث جبیر عن ضحاک
عن ابن عباس مرفوعا وقال
الحاکم انہ منکر بل موضوع اوردہ
ابن الجوزی فی الموضوعات من
ھذا الوجہ ومن حدیث ابی ھریرۃ
بسند فیہ احمد بن منصور الشونیزی
وکان انہ ادخل علیہ حدیث من وسع علی
عیالہ فی یوم عاشوراء وسع
اللہ علیہ السنۃ کلہا رواہ الطبرانی
والبیہقی فی شعب الایمان وفضائل
الاوقات عن ابی سعید والثانی
فقط فی الشعب عن جابر و
ابی ھریرۃ وقال ان اسانیدہ

میں لکھا ہے کہ یہ حدیث کہ جس نے
عاشورہ کے دن اثمد کا سرمہ لگایا
تو اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی، اسکو
امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان کے
تئیسویں باب میں روایت کیا ہے
اور دیلمی نے جبیر کی حدیث سے انھوں نے
ضحاک سے انھوں نے ابن عباس سے
مرفوعا روایت کی ہے اور امام حاکم
کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر بلکہ موضوع
(دن گھڑت) ہے۔ ابن جوزی نے
بیوجہ سے اسکو موضوعات میں لکھا
اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بسند ضعیف
کہ جس میں احمد بن منصور شونیزی ہے۔
اور جو قابل اعتراض ہے
یہ حدیث کہ جس نے اپنے عیال پر عاشورہ
کے دن فراخی کی اللہ اس پر تمام سال
فراخی رکھے گا۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے

كلّها ضعيفة۔ شعب الایمان اور فضائل الاوقات میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو الشیخ نے ابن مسعود سے اور دونوں پہلے بزرگوں نے ابو سعید سے اور دوسرے بزرگ نے شعب الایمان میں جابر اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں۔

اور اسی کتاب کے صفحات ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ پر ہے

(ب) وفی تنزیه الشریعة فی الاحادیث الموضوعة للشیخ الامام الحافظ العلامة خاتم المحدثین النبویة فی زمانه الشیخ علی بن محمد بن العراقی حدیث من صام تسعة ایام من اول المحرم بنی الله له قبة فی الهواء میلا فی میل لها اربعة ابواب رواه ابو نعیم عن انس و فیه موسی الطویل وهو آفته حدیث من صام یوم عاشوراء

اور شیخ علی بن محمد بن العراقی جو اپنے زمانہ کے مدینہ شریف میں امام، حافظ حدیث، علامہ تھے۔ اپنی کتاب تنزیه الشریعة، فی الاحادیث الموضوعة میں لکھتے ہیں یہ حدیث کہ جس نے اوائل محرم میں نو دن روزے رکھے تو اسکے واسطے اللہ ہوا میں ایک قبہ بمساحت میل در میل بناوے گا اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔ اسکو حافظ ابو نعیم نے انس سے روایت کی ہے اور اسکے راویوں میں موسیٰ طویل ہے

كتب الله له عبادة ستين سنة
بصيامها وقيامها ومن صام
يوم عاشوراء اعطى ثواب عشرة
آلاف ملك ومن صام يوم
عاشوراء اعطى ثواب الف حاج
ومعتمر ومن صام يوم عاشوراء اعطى
ثواب عشرة آلاف شهيد ومن صام
يوم عاشوراء كتب الله له اجر
سبع سموات ومن اشبع جائعا
وفي يوم عاشوراء فكانما اطعم
جميع فقراء امة محمد صلى الله عليه وآله واشبع
بطونهم ومن مسح على راس يتيم
رفعت له بكل شعرة على راسه درجة
في الجنة خلق الله السموات يوم
عاشوراء والارض كمثله وخلق
القلم يوم عاشوراء واللوح كمثله
وخلق جبرئيل يوم عاشوراء

اور دیو اس حدیث کے لئے ایک
بلائے بے درماں ہے اور یہ حدیث کہ
جس نے عاشور کے دن روزہ رکھا
تو اسکے واسطے اللہ ساٹھ برس کی
عبادت صوم وصلوٰۃ کیساتھ لکھے گا۔
اور جس نے یوم عاشورا روزہ رکھا تو اس کو
دس ہزار فرشتوں کا ثواب ملیگا اور جس نے
یوم عاشورا روزہ رکھا تو اسکو ہزار
حاجیوں کا اور عمرہ بجا لانے والوں کا
ثواب ملے گا اور جس نے عاشورا کے
دن روزہ رکھا اس کو دس ہزار (۱۰۰۰۰)
شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اور جس نے
عاشورہ کے دن روزہ رکھا اس کے
واسطے اللہ ساتوں آسمان کا ثواب
لکھدے گا۔ اور جس نے عاشورہ کے
دن بھوکے کا پیٹ بھر دیا تو گویا اس نے
امت محمدی کے تمام فقراکو کھانا کھلایا

والملئكة يوم عاشوراء وخلق
آدم يوم عاشوراء وولد ابراهيم
يوم عاشوراء ونجاه الله من النّار
يوم عاشوراء وفدى اسمٰعيل
يوم عاشوراء وغرق فرعون
يوم عاشوراء ورفع ادريس
يوم عاشوراء وتاب الله على آدم
يوم عاشوراء وغفر ذنب داؤد
يوم عاشوراء واستوى الرب
على العرش يوم عاشوراء و
تقوم القيامة يوم عاشوراء
موضوع ذكره ابن الجوزي و
فيه حبيب بن ابي حبيب وهو
آفة حديث انّ الله فرض على
بني اسرائيل صوم يوم في السنة
وهو يوم عاشوراء وهو اليوم
العاشر من المحرّم فصوموه

اور سیر کر دیا اور جس نے یتیم کے سر پر
ہاتھ پھیرا تو اسکے ہر بال کے بدلے
جو اسکے سر پر ہیں جنت میں بلند درجہ
ملے گا۔ اللہ نے عاشورہ کے دن
آسمان پیدا کئے اور ویسے ہی زمین
پیدا کی اور عاشورہ کے دن قلم پیدا
کیا اور ایسے ہی لوح کو اور عاشورہ
کے دن جبرئیل کو پیدا کیا اور عاشورہ
کے دن فرشتوں کو پیدا کیا اور عاشورہ کے
دن آدم کو پیدا کیا اور ابراہیم عاشورہ کے
دن پیدا ہوئے اور اللہ نے عاشورہ کے
دن اُن کو آگ سے بچایا اور عاشورہ کے
دن اسمٰعیل کا فدیہ آیا اور عاشورہ کے
دن فرعون کو ڈبویا اور عاشورہ کے
دن ادریس کو اٹھایا اور عاشورہ کے
دن آدم کی توبہ قبول ہوئی اور عاشورہ
کے دن رب عرش پر مستوی ہوا اور

ووسعوا علی اهلیکم فیه فان
من وسع علی اهله من ماله یوم
عاشوراء وسع الله علیه سائر
سنته فصوموه فانه الیوم الذی
تاب الله فیه علی آدم وهو الیوم
الذی رفع الله فیه ادریس مکانا
علیا وهو الیوم الذی نجی الله
فیه ابراهیم من النار وهو الیوم
الذی انزل الله فیه التوراة علی
موسی وفیه فدی الله اسمعیل
من الذبح وهو الیوم الذی اخرج
الله یوسف من السجن وهو الیوم الذی
رد الله علی یعقوب بصره وهو الیوم
الذی کشف الله فیه عن ایوب
البلاء وهو الیوم الذی اخرج الله
فیه یونس من بطن الحوت وهو
الیوم الذی فلق الله فیه البحر

عاشورہ کے دن قیامت قائم ہوگی
یہ سب کی سب روایتیں موضوع (گڑھی
ہوئی جھوٹوں اور افترا پردازوں کی)
ہیں اسکو علامہ ابن الجوزی نے بروایت
ابن عباس ذکر کیا ہے اور اس میں
(سلسلہ روایت میں) حبیب بن ابی
حبیب داخل ہے اور یہ اس
حدیث کی بڑی مصیبت
ہے ۔ اور یہ حدیث کہ اللہ نے
بنی اسرائیل پر تمام سال میں ایک دن
کا روزہ فرض کیا ہے اور وہ عاشورہ
کا دن ہے جو محرم کی دسویں تاریخ
ہے پس تم اس دن روزہ رکھا کرو
کیونکہ وہ ایسا دن ہے کہ اسنے اسی روز
ادریس کو بلند مرتبہ دیا اور وہ ایسا دن ہے
کہ اسی روز اللہ نے نوح کو کشتی سے اتارا
اور وہ ایسا دن ہے کہ اسی روز اللہ نے

لبنی اسرائیل وهو الیوم الذی غفر الله
فیه لمحمد ذنبه ما تقدم وما تاخر
وفی هذا الیوم عبر موسی البحر و
فی هذا الیوم انزل الله التوبة
علی قوم یونس فمن صام هذا الیوم
کان کفارة سنة واول یوم
خلق الله من الدنیا یوم عاشوراء
واول یوم نزل المطر من السماء
یوم عاشوراء من صام یوم عاشوراء
فکانما صام الدهر وهو صوم الانبیاء
ومن احیی لیلة عاشوراء فکانما
عبد الله مثل عبادة اهل السموات السبع
ومن صلی اربع رکعات یقرء فی کل
رکعة الحمد لله مرة وخمسین مرة
قل هو الله احد غفر الله ذنوب
خمسین عام ماضیة وخمسین
عاما مستقبلة وبخل لله ا.ه

توریت موسی پر نازل کی اور اسی دن
اللہ نے اسمٰعیل کے ذبح کا فدیہ کیا
اور وہ ایسا دن ہے کہ اللہ نے یوسف
کو قیدخانہ سے نکالا اور وہ ایسا دن ہے
کہ اللہ نے یعقوب کو آنکھیں پھیر دیں
اور وہ ایسا دن ہے کہ اس دن اللہ
نے ایوب سے بلا رفع کی اور وہ ایسا دن ہے
کہ اس دن اللہ نے یونس کو مچھلی کے
پیٹ سے نکالا اور وہ ایسا دن ہے کہ
کہ اللہ نے اُس دن بنی اسرائیل کیواسطے
دریا کھاڑ دیا اور وہ ایسا دن ہے کہ
اُس دن اللہ نے محمد صلعم کے اگلے اور
پچھلے گناہ بخشدئے اور اس دن موسی
دریا سے اوتر گئے اور اسی دن اللہ نے
یونس کی قوم کی توبہ قبول کی پس اُس
روز جس نے روزہ رکھا تو چالیس برس
کا کفارہ ہو گیا ۔ اور پہلا دن

فی الملأ الاعلی الف منبر
من نور ومن سقی شربة ماء
فکانما لم یعص الله طرفة عین
ومن اشبع اهل بیت مساکین
یوم عاشوراء مرّ علی الصراط
کالبرق الخاطف ومن تصدق
بصدقة فکانما لم یردّ سائلا
قطّ ومن اغتسل یوم عاشوراء
لم یمرض الا مرض الموت ومن
اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عیناہ
السنة کلها ومن امرّ یدہ علی
راس یتیم فکانما برّ یتامی ولد
ادم کلهم ومن عاد مریضا یوم
عاشوراء فکانما عاد مرضی
ولد ادم کلهم ذکرہ ابن
الجوزی فی الموضوعات و
قال رجاله ثقات فالظاهر

جو اللہ نے دنیا میں پیدا کیا روز
عاشورا ہے اور پہلا دن کہ آسمان
سے مینہ برسا روز عاشورا ہے بس
جس نے عاشور کے دن روزہ رکھا
تو گویا وہ عمر بھر روزے ہی رکھتا ہی اور یہ
نبیوں کا روزہ ہے اور جو شب عاشورا
کو جاگتا رہا تو گویا اس نے ساتوں
آسمانوں کے رہنے والوں کے برابر
عبادت کی اور جس نے اس میں چار رکعات
ادا کیں کہ ہر ایک میں سورہ فاتحہ ایک بار
اور قل ہو اللہ پچاس بار پڑھے تو اللہ
اسکے پچاس برس گذشتہ کے اور پچاس
برس آیندہ کے گناہ بخش دیگا اور اسکے
لیے ملاء اعلیٰ میں نور کا منبر بنا دیگا
اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلا دیا
تو گویا عمر بھر اللہ کی نافرمانی نہیں
کی اور جس نے عاشور کے روز مساکین

ان بعض المتاخرین وضعه و رکّبه علی ھذا الاسناد انتھی۔

کا پیٹ بھر دیا تو پل صراط پر سے مثل چمکتی بجلی کے گذر جائے گا۔ اور جس نے کوئی چیز خیرات کی تو گویا اس نے کسی سائل کو محروم نہیں

پھیرا۔ اور جس نے روز عاشورا میں غسل کیا سوا مرض الموت کے کبھی بیمار نہ ہوگا اور جس نے عاشور کے دن سرمہ لگایا تو تمام سال اسکی آنکھیں نہ دکھیں گی اور جس نے یتیم کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا تو گویا بنی آدم کے تمام بیماروں کی عیادت کی

ان سب (روایتوں) کو علامہ ابن جوزی نے موضوعات (گڑھی ہوئی روایتوں اور حدیثوں کے سلسلہ) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سلسلہ روایت میں ثقات تمام ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض متاخرین نے (جو غالباً دشمنان اہلبیت میں تھے) گڑھ کے ان راویوں کے سر منڈھ دی ہے۔

واقعہ کربلا پر گریہ و بکا کرنا باعث ثواب و موجب بخشائش ہے

(۱)

حضرت مولانا شاہ محمد حسن میاں صاحب ابن حضرت شیخ المشائخ مولانا شاہ محمد سلیمان صاحب حنفی قادری پھلواری اپنی مشہور تصنیف "غم حسین" میں تحریر فرماتے ہیں ص۲۷

سلامی چشم ہے رونے کو دل بکا کیلئے
زباں ہے وصف شہنشاہ کربلا کیلئے

ماہ محرم کا عشرہ عموماً ہم مسلمانوں کے غم و الم کے دن ہیں۔ ناظرین کو تعجب ہوگا کہ یا محرم سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اور اسی میں رنج و غم؟ ہاں صاحب اس کی ایک خاص اور تعجب خیز و دردانگیز وجہ ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ہی بعد خاص آپکے

اہلبیت اطہار کے ساتھ آپ ہی کی امت کے ہاتھوں ایسا دردناک اور دل سوز واقعہ پیش آیا جس سے بڑھ کر ہم مسلمانوں کے لئے دنیا میں کوئی مصیبت کوئی صدمہ کوئی واقعہ نہیں ہو سکتا۔

کون سا واقعہ؟ وہ جس کے ہیرو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر فاطمہ زہرا علیہا السلام کے نور دیدہ حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے قوت بازو سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام ہیں۔ کونسا واقعہ؟ مظلوم جگر گوشہ رسول ثقلین سیدنا امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے تمام کنبے کے لوگوں اور یار وانصار کے ساتھ وطن سے دور دشت کربلا میں تین دن بھوکے پیاسے بڑے ظلم وستم سے قتل کئے جانا۔

صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

صاحبو! اس جانکاہ صدمہ سے بڑھ کر کوئی غم والم ہم مسلمانوں کے لئے ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص کر جب ماہ محرم آتا ہے تو یہ دل سوز واقعات ہمارے پیش نظر ہو کر ہمیں مغموم ومحزون کر دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سرتاسر مصیبت کے واقعہ کو تیرہ سو برس ہوتے ہیں مگر آج بھی جس گھڑی یہ دردانگیز داستان یاد آجاتی ہے یا بیان کی جاتی ہے تو خواہ مخواہ جی بھر آتا ہے دل کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں کلیجہ منہ کو آتا ہے

آنکھیں بہ جاتی ہیں دل کانپ اٹھتا ہے اور کیوں نہ ہو؟ واقعہ ہی ایسا ہے جس کے سننے سے دل قابو میں رکھنے کا تحمل باقی نہیں رہتا۔

پھر صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

اور مروی ہے (راحت القلوب) کہ جب حضور نے جبرئیل امین سے اس سانحۂ قیامت خیز کی خبر سنی تو پوچھا کہ اے امین اللہ یہ تو کہو کہ اسدن میں ہوں گا؟ جبرئیل نے عرض کیا "نہیں" سرکار نے پوچھا علی مرتضیٰ اس دن زندہ ہوں گے۔ عرض کیا کہ اس دن وہ بھی نہ ہوں گے۔ آپ نے پوچھا "فاطمہ" جبرئیل نے کہا کہ اسدن وہ بھی نہوں گی" حضور روئے اور فرمایا اے اخی جبرئیل جب ہملوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہوگا تو پھر اُن غریبوں کا ماتم اور اُن کی تعزیت کون کرے گا؟ (آہ) اُن کو روئیگا کون؟ جبرئیل امین نے فرمایا رسول اللہ وہ واقعہ ہوگا کہ آپ کی امت کے لوگ قیامت تک اُن مظلوموں کو روئیں گے۔ اور اس دن (یوم شہادت) آہوان وحشی (اُن کے غم میں) اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلائیں گے۔

پھر صفحہ ۶۶ سے صفحہ ۷۰ تک یوں تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمانو! یہ دردانگیز داستان ہے کہ سخت سے سخت

دل کیوں نہو اس واقعہ کو سنکر ضرور بیچین ہو جاتا ہے اور دو چار قطرے بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یاد رکھئے کہ سید الشہداء پر رونا کسی طرح ضائع نہیں ہو سکتا ملا مبین لکھنوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب (وسیلۃ النجاۃ) میں مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جو آنکھیں امام حسینؑ کو روتی ہیں وہ جنت میں اپنا ٹھکانا کر لیتی ہیں "غنیۃ الطالبین" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی ہزار فرشتے مقرر کئے ہیں کہ وہ سید الشہداء کی ضریح مبارک پر رویا کرتے ہیں۔ اور اُن کی شہادت پر حزن و الم ظاہر کرتے ہیں۔

وسیلۃ النجاۃ میں ایک حکایت لکھی ہے کہ عمر بن لیث کو جو سلاطین خراسان سے تھا اور بڑا پہلوان اور وفور کی دولت تھا۔ اور فوج کثیر رکھتا تھا۔ جبکہ وہ مر گیا تو لوگوں نے اُسے خواب میں بہت اچھے حال میں دیکھا پوچھا کہ تمہاری آمرزش و بخشائش کا کیا سبب ہوا؟ اس نے کہا ایک دن میں ایک پہاڑ پر تھا اور اپنی بے شمار فوج کا ملاحظہ کر رہا تھا اُن کی کثرت پر خوشی کیسا تھ اسوقت مجھے یہ حسرت ہوئی کہ کاش

میں اپنی اس فوج کے ساتھ سیدالشہداء کے محاربہ کے دن
آپ کے پاس ہوتا تو امام کے دشمنوں سے خوب مقابلہ کرتا
اور اُن پلیدوں کو خوب مارتا کوٹتا بس اسی حسرت کی بدولت
اللہ تعالی نے مجھے بخش دیا اور مجھے جنت نصیب ہوئی۔ الخ
حضرت بابا فرید گنج شکر سے منقول ہے کہ بغداد میں ایک بزرگ
تھے اُن کے سامنے امام ذوالاحترام کی شہادت کا ذکر ہوا۔ وہ بیقرار
ہوئے اور سر کو زمین سے دے مارا کہ سر پھٹ گیا اور انتقال ہو گئے
اسی رات کو لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا انھوں نے
فرمایا میں نے اہلبیت اطہار کی محبت میں اپنی جان دی تھی
اس لئے خداوند تعالی نے مجھے بخش دیا اور میں امام حسین علیہ السلام
کیساتھ رہتا ہوں۔

ناظرین۔ اگر ان حدیثوں کو جو مسند احمد حنبل رحمۃ اللہ
علیہ اور غنیۃ الطالبین میں مروی ہیں ضعیف اور موضوع کہا
جائے تو ان سے قطع نظر کیجئے۔ مگر امام مظلوم پر رونا سنت
تو ضرور ہے اس سے تو انکار ہو نہیں سکتا۔

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جبرئیل امین نے سرور عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام ذوالاحترام کی شہادت کی خبر دی تھی

تو آپ (ان کی مصیبت کا خیال کر کے) رو رہے تھے اور خوب رو رہے تھے۔ اور ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خوابوں سے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گریہ و زاری و پریشانی کا ثبوت ہے۔ پھر کیوں کر ہم مسلمان اس جانکاہ قصہ کو سن کر ضبط کر سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ مخزون و مغموم ہونا ہی پڑتا ہے۔

عاشورہ کا دن بالخصوص اس قیامت خیز واقعہ کو یاد دلا دیتا ہے دُنیا کے اور حصہ کے اہل اسلام پر اس دن کیا اثر ہوتا رہا ہے۔ اس کو میں تفصیلی طور سے نہیں بتا سکتا مگر ہندوستان کے بزرگان اور اولیاء اللہ کے احوال پر نظر کرتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے یہ حضرات اس دن اظہار غم کرتے آئے ہیں حضرت شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ عاشور کے دن اس واقعہ کا کچھ ذکر کر کے "ہائے ہائے" کا نعرہ کرتے تھے۔ اور بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور یہ بزرگان اس دن سادات کرام سے تعزیت و ماتم پرسی کرتے تھے اور علما و مشائخین کی خدمت میں بھی تعزیت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ کی بھی یہی حالت تھی جیسا کہ آپ کے ملفوظ "مخ المعانی" میں ہے۔

روز عاشورہ سعادت زمین بوس حاصل شد خلق شہر بیشتر حاضر بودند و جماعتے از سادات نیز بندگی حضرت مخدوم عظم اللہ روئے مبارک براں سیداں آورد و فرمود امروز تعزیت خاندان شمار است ما ہمہ طفیل شمائیم بعد ازاں فرمود سبحان اللہ تعزیت خاندان شما ہمہ را واجب است انگاہ گفت کہ ہمچنیں گویند دراں روز کہ امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ شہادت خواہند یافت شب آں بزرگے فاطمہ رضی اللہ عنہا را در خواب دید کہ با جملہ زنان انبیاء دامن مبارک خود در کمر بستہ در دشت کربلا در آمدہ است وہماں جا کہ امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ خواہند افتاد جاروب می دہند و با آستین مبارک خود پاک می کنند پرسید کہ خاتون روز قیامت ایں چہ مقام است ؟ گفت حسین غریب ما سر ایں جا خواہد نہاد انگاہ گفت کہ نقل است کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں ایں قصہ از جبرئیل شنید پرسید کہ چوں میان ملکے نباشد تعزیت ایشاں کہ دارد نفس یا رسول اللہ احتیان گو برائے فرزندان تو تعزیتہا کنند و ماتم دارند کہ صفت آں نتواں کرد "

اور حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی قدس سرہ

کی یہ حالت تھی کہ محرّم کا چاند دیکھ کر وہ بیقرار ہو جاتے تھے اور گریہ وزاری میں مصروف ہو جاتے تھے اور رسم عاشوری برپا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمام اکابر و سادات کا یہی طریقہ ہے اور ذکر مقتل پڑھتے تھے اور اس پر رونے کو ثواب فرماتے تھے۔

لطائف اشرفی میں اُن کے احوال میں لکھا ہے کہ "رسم عزا برپا می داشت چنانچہ لباس دعوت در تن عشرہ نمی پوشیدند و اسباب عیش و شادی ترک می کردند"

اور حضرت شیخ الاسلام مخدوم علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے احوال میں بھی لکھا ہے کہ دس دن محرّم کے وہ برابر گریہ وزاری کرتے تھے اور فرماتے تھے۔

"طرفہ دلے باشد کہ در ماتم خاندان رسول و جگر گوشگان بتول نگرید و عزائے او ندارد سبحان اللہ چہ نیاز است ؎

کسے کہ در چنیں ماتم نہ گرید
دل آنکس مگر از سنگ باشد

اور حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز آپ بھی اس محرّم میں گریہ و بکا میں مصروف رہتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے ملفوظات

سے ظاہر ہے۔
یہ تو وہ لوگ ہیں جو ساتویں آٹھویں صدی اسلام میں گذرے ہیں۔ اُن کے بعد بھی برابر یہی دستور رہا۔ شیخ عبد الحق محدّث دہلوی اخبار الاخبار میں فرماتے ہیں۔ کہ احمد شیبانی قدس سرّہ اور دیگر بزرگان کا بھی یہی دستور رہا اور عاشورہ کے دن وہ لوگ سادات کے گھر لے جاتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے۔ اور شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے دیار اطراف دہلی میں یہ قدیم دستور ہے کہ عورتیں بروز عاشورا مجتمع ہو کر گھروں میں گریہ وزاری کرتی ہیں۔
اور سید عبد الرزاق بانسوی قدس سرّہ پر بھی اس عشرۂ محرّم کا بڑا اثر ہوتا تھا۔ الغرض یہ حزن والم محرم میں صوفیوں کے یہاں ہمیشہ سے معمولات سے ہے اور ہمارے خاندان میں تو اہلبیت کی محبت گھٹی میں پڑی ہے۔ مجھے اپنے خاندان کے معمولات بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ادنیٰ اثر اس کا یہ ہے کہ میں یہ کتاب اسی داستان غم افزا حادثہ روح گزا کے متعلق قوم کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اس غم میں رونے اور رولانے کو ثواب عظیم جانتا ہوں اور عشرہ محرّم میں ذکر اہلبیت کے سوا

دوسرا ذکر نہیں کرتا ہوں جیسے کہ میرے حضرت قبلۂ الدماجد صاحب مدظلہ العالی (یعنی مولانا شاہ محمد سلیمان حنفی قادری چشتی سجادہ نشین پھلواری شریف) کا معمول ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے قبول کرے اور موالیان اہلبیت میں مشہور کرے۔ آمین

واللھم صل علی نبینا محمد سید الثقلین مادمعت العیون علی الحسینؑ

اے خدا تو اس وقت تک رحمت نازل کر ہمارے نبی محمدؐ پر جو سردار ہیں جن و انس کے جب تک کہ آنکھیں امام حسینؑ پر روتی ہیں۔

(۲)

انیس الذاکرین مصنفہ مولانا مہدی علی حنفی صاحب پر لکھتے ہیں جو حسینؑ پر رونے اور رُلانے والا ہوگا۔ واجب ہوگی اُس پر بہشت اور شاد و خرّم ہوگا دونوں جہان میں۔

(۳)

مولانا نصراللہ صاحب حنفی اپنی کتاب دہ مخزن میں لکھتے ہیں "رونا اور غمگین ہونا شہادت اور اہلبیت پر موجب ثواب و ترقی درجات اور باعث کفارہ سیئات اور علامت رحمت و دلیل شفقت ہے"

۴

تقریر الشہادتین مولانا وارث علی سیفی الحنفی میں ۱۲۸۵ھ و ۱۲۸۶ھ چھپی ہے۔ (مطبع نول کشور پریس کانپور ۱۲۹۶ھ)

یارو غم شبیر میں تم اشک بہاؤ — اور نامۂ اعمال سیہ کو بھی مٹاؤ
بزم غم شبیر میں اخلاص سے آؤ — اور اجر تم اس رونیکا اللہ سے پاؤ
جو شخص کہ اس غم میں دل و جان سے رویا
وہ قبر میں آرام سے اور چین سے سویا

اس غم کا بڑا اجر احادیث میں آیا — جناتنے آنکھوں سے لہو اپنے بہایا
نوحہ بھی اسی غم میں خلائق کو سنایا — حیوانوں نے گریہ سے اک شور مچایا
افلاک و زمیں آج ملک روتے ہیں دیکھو
اس غم سے ملک غرق الم ہوتے ہیں دیکھو

یہ غم وہ ہی جس سے کہ لہو روتے ہیں پتھر — خون جاری ہوا دیدۂ افلاک سے گر کر
شمس و قمر و اہل فلک انجم و اختر — سب اس غم جانکاہ سے غم میں ہیں برابر
اس رنج سے عالم کا عجب رنگ ہوا ہے
جو شخص ہے اس غم سے وہ دلتنگ ہوا ہے

کسطرح بیاں کیجئے سیفی غم شبیر — انساں میں تو ہرگز بھی نہیں طاقت تحریر
کچھ کام یہاں کرتی ہے تحریر نہ تقریر — یہ حق سے دعا مانگ کہ لے مالک تقدیر

میرا عمل شبیر سے معمور ہے دل
اس نور سے تا حشر یہ پر نور ہے دل

پھر صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں۔

سنو بیان غم سبط مصطفیٰ رو دو | سنو بیان غم شاہ کربلا رو دو
یہ غم وہ ہے کہ فلک جسکے خون رویا ہے | تمہیں ضرور ہی اے صاحب عزا رو دو
رسول روئے ہیں اس غم سے مرتضیٰ روئے | بلند نالۂ محزوں کرو وندا رو دو
وہ کون ہے کہ نہیں جسکا سینہ چاک ہوا | وہ کون دل ہے جو اس سے نہیں پھٹا رو دو
جو عمر نوح ملے رونے کو تو ہم رو دیں | کہ یہ الم نہیں رکھتا ہے انتہا رو دو
جگر کو خون کرو اس غم میں دل کو پارہ کرو | ہزار دل سے کرو گریہ و بکا رو دو
یہ غم وہ ہے کہ جگر فاطمہ کا چاک ہوا | وہ آج تک ہیں اسی غم میں مبتلا رو دو
جو ایک قطرہ بھی آنسو کا آنکھ سے نکلے | تو سمجھو ہو گئے مقبول کبریا رو دو
مصائب اہل حرم کے لکھو نہیں کیا سیفی | بس اسقدر یہ میں کرتا ہوں التجا رو دو

صفحہ ۷۸ پر ہے۔

اس غم سے ہوا قلم جگر چاک | کرتے ہیں جگر کو سب بشر چاک
اس غم سے آسمان رویا | اس غم سے ہے سب جہان رویا
ہے کون جسے یہ غم نہیں ہے | حسنینؑ کا غم یہ کم نہیں ہے
اس غم سے ملائکہ ہیں مضطر | جنات ہیں اس سے خاک برسر

یہ غم تو ہے سب جگہ سمایا | اس غم نے مقام سب میں پایا
محزون اس غم سے ہیں بہائم | کرتے ہیں غمِ حسین دائم
جس کو غمِ شہ والم نہیں ہے | حیوانوں سے بس وہ کم نہیں ہے
راحت جس کو ہو اپنی منظور | اس غم کو کرے نہ ایک دم دور
اس غم سے جو چور چور ہو گا | عقبیٰ میں اُسے سرور ہو گا
تم کو لازم ہے اَے عزیزو | اس غم سے جدا نہ ایک دم ہو
حسنین کا غم نہیں خوشی ہے | عقبیٰ کے غموں سے مخلصی ہے
اللہ نے کی جسے ہدایت | ہے اُسکے نصیب یہ سعادت

جب تک رہے تن میں جان سیفی
یہ غم رہے مہمان سیفی

صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں۔

یہ حدیثیں مستند ہیں اِن کو اے یارو سُنو
دل کو اپنے تم غمِ حسنین سے محزون کرو
یہ بیاں وہ ہے سنا جس نے نہ آئی اسکو تاب
فرطِ غم سے ہو گیا سینہ جگر اُس کا کباب
پتھروں کا دل بھی اس مضمون سے پانی ہوا
جو غمِ حسنین میں رویا وہ لاثانی ہوا

گر غمِ شبیر اپنی قبر میں لے جاؤ گے
بعد مرنے کے مزا رونے کا اپنے پاؤ گے
جیتے جی دنیا میں اس غم سے رہیگا جو ملول
ہاتھ میں محشر کو ہوگا دامن آلِ رسولؐ

مولانا کی دو رباعیاں بھی قابل ملاحظہ ہیں ؎

رُباعی

شبیر کے غم میں جو نہ رویا ہوگا
سب عمر کو اُس نے مفت کھویا ہوگا
اس غم سے جو محزون نہوا دنیا میں
وہ قبر میں جبین سے نہ سویا ہوگا

رُباعی

شبیر کا غم نہیں یہ ہے عین سرور
دنیا کے غم والم کر دیتا ہے دُور
رو و اس غم میں جب تلک جیتے رہو
مرنے کے بعد ہے جو ہنستا منظور۔

(۵) کتاب وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین فرنگی محلی کے ص۳۰۵ میں ہے (مطبوعہ گلشن فیض لکھنو ۱۳۱۳ھ)

وفی مسند احمد بن	مسند امام احمد بن حنبل میں ہے[1]
حنبل من دمعت عیناہ	کہ جو شخص امام حسین پر آنسو
بقتل الحسین دمعۃ	بہائے یا صرف ایک قطرہ ٹپکے
وقطرت بوأہ الجنۃ	تو خداوند عالم اسکو جنت عطا کریگا۔

(۶)

علامہ ابوبکر بن شہاب الدین الحضرمی اپنی کتاب رشفۃ الصادی من بحر فضائل بنی النبی الہادی (مطبوعہ مطبع اعلامیہ قاہرہ مصر ۱۳۰۳ھ) کے ص۴۷ میں فرماتے ہیں۔

وعن الحسین بن علی	امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص
رضی اللہ عنہما قال من دمعت	ہماری مصیبت پر آنسو بہائے یا
عیناہ فینا دمعۃ او قطرت	آنکھوں سے ایک قطرہ ٹپکائے خدا
عیناہ قطرۃ اتاہ اللہ وفی	اسکو جنت کرامت کرتا ہے۔ ایسا
روایۃ بوأہ اللہ الجنۃ	حدیث کو امام احمد حنبل نے کتاب المناقب

[1] اس روایت کے متعلق مسند امام احمد حنبل کے حوالے متعدد کتابوں میں ملتے ہیں مگر مسند کے مطبوعہ نسخہ میں اس کا وجود نہیں ہے۔ بہت ممکن ہے کہ قدیم قلمی نسخوں میں موجود ہو اور بوقت طبع کارپردازان اشاعت کی دست و برد سے حذف ہو گئی ہو۔

اخرجہ احمد فی المناقب میں درج کیا ہے۔

(۷)

مرقات شرح مشکوۃ شریف ملا علی قاری جلد ۵ صفحہ ۶۰۴ (مطبوعہ میمینہ مصر ۱۳۰۹ھ) میں ہے۔

اخرج احمد فی المناقب عن	امام احمد بن حنبل مناقب میں اسناد
الربیع بن منذر عن ابیہ	کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام
قال کان حسن بن علی یقول	حسنؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہم پر آنسو
من دمعت عیناہ فینا دمعۃ	بہائے یا ایک قطرہ بھی آنسو کا نکلے
او قطرت عیناہ فینا قطرۃ	تو خداوند عالم اسکو جنت
اٰتاہ اللہ عزوجل الجنۃ	عطا کرے گا۔

(۸)

شیخ الاسلام قسطنطنیہ الشیخ سلیمان البلخی القندوزی اپنی کتاب ینابیع المودۃ جلد دوم میں ایک خاص باب فضائل گریہ کے متعلق قرار دیتے ہیں۔

الباب الثانی والستون	(باب باسٹھواں) اُن احادیث
وذکر الاحادیث الواردۃ	کے ذکر میں جو امام حسینؑ و اہلبیت پر
علی کثرۃ ثواب من بکی علی الحسین	گریہ و بکا کرنے والوں کے کثرت

واہل بیتہ۔ ثواب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

صفحہ ۳۵۷ (ینابیع المودۃ جلد دوم) مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۳۰۲ھ میں ہے۔

الف۔ عن الباقر علیہ السلام	امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
قال کان ابی علی بن الحسین	کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے
علیہما السلام یقول ایما مومن	فرمایا کہ جس مومن کی آنکھوں سے آنسو
دمعت عیناہ بقتل الحسین	جاری ہوں شہادت امام حسینؑ پر
دمعۃ حتی یسیل علی خدیہ بواہ	اور رخسار پر آئیں تو خداوند عالم
اللہ الجنۃ غرفا وایما مومن	اسکے عوض اسکو جنت میں ایک غرفہ
دمعت عیناہ دمعا حتی	عطا فرماتا ہے اور جس مومن کے
یسیل علی خدیہ لاذی مسنا	آنسو جاری ہوں اور رخسار پر آئیں
من عدونا بواہ اللہ مبوء	ہماری مصیبتوں کے اوپر جو ہمارے
صدق وایما مومن مسہ	دشمنوں سے ہم پر پہونچی ہیں تو خدا
اذی فینا فدمعت عیناہ	اس کو منزل صدق کرامت کرتا ہے
حتی یسیل دمعہ علی خدیہ	اور جو شخص ہماری ان مصیبتوں پر
من مضاضۃ ما اوذی	جو ہمکو دشمنوں سے پہونچی ہیں آنسو
فینا صرف اللہ عن وجہہ	بہائے اور ایک قطرہ اشک بھی

الا اذیٰ واٰمنه یوم القیٰمة من سخطه ومن النّار۔	رخسارے تک پہونچے تو خداوند عالم اذیت کو اُس سے برطرف کریگا

اور قیامت کے دن اس کو اپنے غضب اور عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

(ب) عن جعفر الصادق علیہ السلام قال من ذکرنا اوذکرنا عنده فخرج من عینیه دمع مثل جناح بعوضة غفر الله ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر۔	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے یا اسکے سامنے بیان کیا جائے پس اسکے آنکھوں سے آنسو نکلے اگرچہ وہ پر پشہ کے برابر ہو تو خداوند عالم (اپنے لطف وکرم سے)

اسکے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اگرچہ وہ گناہ مثل سمندر کے جھین کے ہوں۔

(۹)

مودۃ القربیٰ سید علی الہمدانی "المودۃ الحادیہ عشر فی فضائل فاطمۃ الزہرا) صفحہ ۳۸ (مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ) میں ہے۔

عن علی علیہ السلام عن رسول اللہ صلعم قال اذا	حضرت علی ع سے منقول ہے کہ حضرت رسالتمآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جب

كان يوم القيامة نادى مناد	قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی
من بطنان العرش يا اهل	ندا کرے گا کہ اے اہل قیامت اپنی
القيامة اغضوا ابصاركم	آنکھیں بند کرلو تاکہ فاطمہ بنت محمد
تجوز فاطمة بنت محمد مع	مع حسینؑ کے خون آلود کرتے کے
قميص مخضوب بدم الحسين فتحتوي	عرصۂ قیامت سے گذر جاویں۔ پس
على ساق العرش فتقول انت الجبار	فاطمہ عرش کے پایہ کو پکڑ لیں گی
العادل اقض بيني وبين من	اور فریاد کریں گی کہ اے جبار اے
قتل ولدى فيقضي الله لبنتي	عادل میرے اور میرے فرزند حسینؑ
ورب الكعبة ثم تقول اللهم	کے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کر۔
اشفعني فيمن بكى على مصيبته	اس پر خداوند عالم میری بیٹی کے
فيشفعها الله فيهم	موافق فیصلہ فرمائے گا۔ پھر فاطمہ

درگاہ رب العزت میں عرض کریں گی۔ خداوندا! ان لوگوں کے حق میں جو میرے فرزند حسینؑ کی مصیبت پر روتے تھے میری شفاعت قبول فرما۔ اس وقت خداوند عالم فاطمہ کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور حسینؑ پر گریہ و زاری کرنے والے بخش دیے جاویں گے۔

(۱۰)

نور العین فی مشہد الحسین تالیف امام ابو اسحق اسفرائینی صفحہ ۱۰ مطبوعہ

بمبئی) آخر کتاب میں فضیلت گریہ میں یہ حدیث منقول ہے۔

قال الصادق ان شهر المحرّم کانت الجاهلیة یحرّمون فیه القتال فاستحلت فیه دماءنا وانتهب مالنا وهتکت فیه حریمنا ولم یبق فیه حرمة لنا ان یوم عاشوراء احرق قلوبنا واسبل دموعنا وارض کربلا اورثتنا الکروب والبلاء فعلی مثل الحسین فلیبك الباکون فان البکاء علیه یمحی الذنوب ایها المؤمنون۔	امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ ماہ محرّم میں جاہلیت کے زمانہ میں کفار بھی جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے لیکن (مسلمانوں نے) اس ماہ حرام میں ہمارے خون کو حلال کر دیا ہمارے مال کو لوٹ لیا ہماری حرمت کو برباد کیا۔ ہماری کوئی حرمت نہیں کی گئی عاشور محرّم کو ہمارے قلوب غم سے جلتے ہیں آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ کربلا کی زمین نے کرب و مصیبت کو ہمیں ورثہ میں دیا ہے۔ رونیوالوں کو

چاہیے کہ حسینؑ پر روئیں اسلئے کہ حسینؑ پر رونا گناہوں کو مٹاتا ہے۔

(۱۱)

روضۃ الشہداء، ملا حسین واعظ کاشفی صفحہ ۵ - ۶ مطبوعہ نولکشور کانپور ۱۸۹۱ء میں ہے۔

الف) وگریہ دریں ماتم موجب حصول — حسینؑ کے غم میں گریہ کرنا خدا کی رضا

رضاے ربانی وسبب وصول
بریاض جاودانی است چنانچہ
در آثار آمدہ کہ من بکی علی الحسین
او تباکی وجبت له الجنة
یعنی ہر کہ بر حسینؑ بگرید بہشت مر
اورا واجب شود وہر کہ خود را گریہ فرا
نماید بحکم من تشبہ بقوم فھو منھم در وعدہ
وجبت له الجنة داخل است امام رضی
بخاری آوردہ کہ اے عزیز خاک
کربلا خاکے است کہ دراں خاک
تخم شہادت کشتہ اند وآب دیدہ
دوستان ہوا دادان می طلبد کہ
من بکی علی الحسین پس ہر کہ از دیدہ
دیدہ آبے بخاک کربلا فرستد بر آئینہ
تخم سعادتے کہ در محبت اہل شہادت
کاشتہ باشد در مزرعہ رضا آب دیدہ
مے پرورش یابد وچوں از منزل

حاصل کرنے اور جنت میں پہنچنے
کا سبب ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے
کہ جو شخص امام حسینؑ پر روئے یا رونے
والوں کی شکل بنائے اُس پر جنت
واجب ہوتی ہے اس لئے کہ رونے
والوں کی شکل بنانے سے اس حکم
میں داخل ہوتا ہے کہ من تشبہ بقوم فھو
منھم جو کسی قوم کی نقل کرے تو وہ
ان میں سے ہے گویا رونے والے کی
شکل بنانے والا خود گریہ کرنے والا ہے
اسی لئے اس پر بھی جنت واجب ہے۔
امام رضی بخاری فرماتے ہیں کہ اے عزیز
کربلا کی وہ خاک ہے جس میں شہادت کا
بیج بویا گیا ہے اس لئے اس کو
سیراب کرنے کے لئے دوستوں کے
آب چشم کی ضرورت ہے، پس جو شخص
اپنی آنکھ کے سوتوں سے پانی بہائے

الدنیا مزرعۃ الاخرۃ بیرون رود محصول آں نعیم جنت ونسیم بہجت خواہد بود کہ وجبت لہ الجنۃ۔

اور خاک کربلا کو سینچے تو گویا وہ نیکی کے بیج کو جس کو کہ شہدا کی محبت میں بویا ہے اپنے آنسوؤں سے مزرعہ رضا میں سیراب کر رہا ہے جب ایسا شخص اس دنیا کی اس منزل سے جو آخرت کے لیے بشکل کھیتی کے ہے چلا جاویگا تو اسکو آخرت میں جنت کی نعمتیں ملیں گی۔

(ب) پھر صفحہ ۲۷ پر ہے۔

عزیزاں تأمل فرمایند کہ ثواب گریستن در مصیبت حسینؑ چہ مقدار است از ائمہ اہلبیت نقل کردہ اند کہ ہر قطرۂ آب در ماتم حسینؑ از دیدہ کسے فروبارد آں را در صدف درے می سازند و در قلادہ عمل آں کس میکشند و قیمت آں در روز بازار قیامت بر خلق ظاہر خواہد شد شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ روز عاشورہ می گریستم و باخود می گفتم

عزیزو! غور کیجیے کہ امام حسینؑ کی مصیبت میں رونے کا کسقدر ثواب ہے ائمہ اہلبیت سے روایت ہے کہ غم حسینؑ میں جو آنسو نکلتا ہے وہ در بے بہا بنتا ہے اس نایاب موتی کی قدر و قیمت بازار حشر میں مخلوق پر ظاہر ہوگی یعنی ایک آنسو کے عوض نعیم جنت حاصل ہوگی۔ شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روز عاشورہ میں امام حسینؑ کی مصیبت

اگر آں روز حاضر نبودم کہ در پیش آں
شاہ شہید خون بریزند امروز بارے
در حسرت آں قطرۂ چند آب از چشم خود
بریزم شبانہ حضرت رسالت صلعم در
واقعہ دیدم کہ مرا گفت اے سہل
بجلال حضرت ذوالجلال کہ یک قطرۂ
آب دیدۂ تو در مصیبت فرزند دلبند
من ضائع نیست و بداں گریہ کہ امروز
کردی فردا ترا چنداں ثواب دہند
کہ محاسبان تختۂ خاک و مستوفیان
دفتر خانہ افلاک از عہدۂ حصر و
حساب و ثواب آں بیروں نتوانند آمد
در آثار آمدہ است کہ حسینؑ رضی اللہ
عنہ روز قیامت بعرصات در آید
بچہرہ خون آلود و گوید رب شفعنی
فی من بکی علی مصیبتی خدایا مرا شفاعت
دہ در حق کسیکہ بر مصیبت من گریستہ

رویا اور دل میں کہنے لگا کہ اگر
میں عاشورہ کے دن نہ تھا کہ امام
کے لئے اپنا خون بہاتا تو کم از کم
آج چند آنسو اپنی آنکھوں سے
بہا دوں رات کو جب میں سویا
تو حضرت رسالتمآبؐ کو خواب میں
دیکھا کہ حضرت صلعم تبسم کیساتھ فرماتے
ہیں کہ اے سہل میرے فرزند حسینؑ
کے غم میں تمہارا ایک آنسو بھی ضائع
نہ ہوگا آج کے دن جو تم نے گریہ کیا ہے
اسکے عوض میں کل قیامت کے دن
اتنا ثواب ملے گا کہ جس کا حساب و
شمار بھی نہ ہو سکے گا۔ حدیث میں
ہے کہ قیامت کے دن امام حسینؑ
خون آلودہ چہرے کیساتھ تشریف
لائیں گے اور عرض کریں گے کہ خداوندا
میں اُن لوگوں کی شفاعت کرتا ہوں

ہر کہ در دنیا بر شہیدی و غریبی	جنہوں نے مجھ پہ گریہ کیا تھا۔
و محرومی و مظلومی و بیکسی و بے برگی	امام کی دعا قبول ہوگی اور رونے
و تشنگی و گرسنگی من گریہ کردہ او را	والوں کو پروانہ نجات ملجائے گا
ہمین بخش شفاعت آں سید محل قبول	
سیدہ گریہ کنندگان حسین رضی اللہ	
عنہ برات نجاتے از ایں دارند	

(۱۲)

بابا رتن بن عبد اللہ الہندی جنکا نام ابن حجر نے "قسم رابع" کے صحابیوں میں درج کیا ہے اور جن کی صحابیت کی توثیق اکثر محققین نے کی ہے۔ توثیق کرنے والوں میں سے خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں۔

(۱) مورخ شمس الدین محمد بن ابراہیم الجزری نے اپنی تاریخ میں۔

(۲) علامہ صلاح الدین الصفدی نے اپنے تذکرہ میں۔

(۳) علامہ علاء الدین الوداعی نے اپنے تذکرہ میں

(۴) شیخ عبد الغفار بن نوح القوصی نے اپنی کتاب "الوحید فی سلوک اہل طریق التوحید" میں۔

(۵) مورخ البہا الجندی نے اپنی تاریخ میں۔

(۶) محدث المکثر الرجالی علامہ جمال الدین محمد بن احمد بن الامین الاقشہری نزیل المدینہ نے اپنی کتاب "فوائد رحلتہ" میں

(۷) علامہ ابن حجر صاحب اصابہ کے شیخ الحدیث علامہ مجدالدین شیرازی صاحب قاموس نے (جیسا کہ اصابہ میں ہے)

(۸) مولانا عبدالرحمٰن جامی نے "نفحات الانس میں"

ان حضرات کے علاوہ تمام صوفیان کرام بابا رتن کے صحابی ہونے کی توثیق کرتے ہیں۔

چنانچہ یہی بابا رتن ہندی فضیلت گریہ میں ایک حدیث جناب رسالتمآب صلعم سے روایت فرماتے ہیں۔ جس کو علامہ ابن حجر اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اول حرف الراء القسم الرابع صفحہ ۵۳۳ مطبوعہ مصر میں نقل فرماتے ہیں۔

قال صلعم۔ ما من عبد یبکی	فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو کوئی بندۂ مومن
یوم اصیب فیہ الحسین الا کان	عاشور کے دن حسینؑ کی مصیبت پر روئے
یوم القیمۃ مع اولی العزم من	تو قیامت کے دن وہ انبیائے اولی العزم
الرسل۔ وقال البکاء فی یوم	کیسا تھ ہوگا۔ اور فرمایا کہ عاشور کے
عاشوراء نور تام یوم	دن رونا قیامت کے دن مومن

القیمۃ　　　　　　　　　　کے لئے) نور تام ہوگا۔

(۱۳)

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی اپنی کتاب "منح مکیہ" شرح قصیدہ ہمزیہ طبع مصر ص۲۰۳ میں تحریر کرتے ہیں۔

(وقست) ای غلظت واشتدت (منہم) ای المکرۃ الفجرۃ المذکورین وھو حال من قولہ (قلوب) فوصل الیہما والی ذریتہما منہم غایۃ الایذاء والاستہانۃ بحقہم الواجب رعایتہ علیہم ثم تلن لہم تلک القلوب قط لان اللہ تعالٰی اراد لہا الشقاوۃ والعذاب الیم (علی من) ای اولئک الائمۃ الذین ہم بدور الدنیا ومن ثم قال الحسن البصری رحمہ اللہ تعالٰی فی الذین قتلوا مع الحسین من اہلہ لیس لہم شبیہ علی وجہ الارض ربکت الارض فقدہم (والسماء) وھذا اقتباس من مفہوم قولہ تعالٰی فما بکت علیہم السماء والارض اذ منطوقہ ان المومن تبکی علیہ السماء والارض یعنی انہما یتاسفان علیہا فاتہما من اعمالہ وثوابہا اما الارض فمحال سجود المومن وعبادتہ واما السماء فمحال صعود الملائکۃ بتلک الاعمال الیہا واذا کان ھذا فی مطلق المومنین کما علم من الآیۃ فما بالک بآل البیت النبوی والسر العلوی ویصح ان یکون المراد ببکائہما بکاء اہلہما وھو واضح لکن الاول

ابلغ ولا مانع من حمله على الحقيقة لانه ممكن ورد به الشرع فلا يخرج عن ظاهره الا بدليل (فابجهم) ايها السامع للخطاب ما استطعت لى مدة دوام استطاعتك تأسيا بنبيك صلى الله عليه وسلم ثم بجبرائيل ثم بعلى كرم الله وجهه وروى ابن سعد عن الشعبى قال مر على كرم الله وجهه بكربلا عند مسيره الى صفين فوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقيل له كربلا فبكى حتى بل الارض من دموعه ثم قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يبكى فقلت ما يبكيك فقال كان عندى جبرئيل انفا واخبرنى ان ولدى الحسين يقتل بشاطئ الفرات بموضع يقال له كربلاء ثم قبض قبضة من تراب تلك الارض اشمنى اياها فلم املك عينى ان فاضتا واخرج الترمذى ان ام سلمة رات النبى صلى الله عليه وسلم باكيا وبراسه ولحيته التراب فسألته فقال قتل الحسين انفا وكذا لك راه ابن عباس رضى الله تعالى عنهما نصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيها دم يلتقطه فسأله فقال دم الحسين واصحابه لم أزل اتتبعه منذ اليوم فنظروا فوجدوه قد قتل فى ذالك اليوم ———— ترجمہ! سخت ہو گئے اُن فاسقوں اور فاجروں کے دل اُن بزرگوں پر جن کے اُٹھ جانے پر زمین روئی اور آسمان نے گریہ کیا۔ (یہ ترجمہ تھا امام بوصیری کے شعر کا جو قصیدہ ہمزیہ میں ہے، ابن حجر کہتے ہیں) یہ اقتباس ہے اُس آیت کے مفہوم سے جو کافروں کے بار میں

وارد ہوئی ہے کہ اُن پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین نے گریہ کیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن پر آسمان و زمین گریہ کرتے ہیں یعنی انھیں رنج ہوتا ہے اُن اعمال خیر کا جو اس مومن کے انتقال سے بند ہو جاتے ہیں اور اس ثواب کا جس کا سلسلہ قطع ہو جاتا ہے۔ زمین کی خصوصیت سے وہ مقامات جہاں وہ سجدہ کرتا تھا اور عبادتیں بجا لاتا تھا اور آسمان کے وہ مقامات جہاں سے ملائکہ ایکے اعمال کو لے کر جاتے تھے۔ اور جب عام مومنین کی شان ہے جیسا کہ آیت سے معلوم ہوا تو کیا خیال ہے تمہارا اہل بیت رسول و اولاد علی و فاطمہ کے متعلق اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان و زمین کے رونے سے مراد اہل آسمان و زمین کا رونا قرار دیا جائے اور یہ بالکل ظاہر ہے لیکن پہلے معنی میں بلاغت زیادہ پائی جاتی ہے اور جب حقیقی معنی کا مراد لینا ممکن ہے کیونکہ شعر میں اس کا ثبوت موجود ہے تو بلا وجہ اسے نظر انداز کرنا درست نہیں ہے۔ جب یہ سب روتے ہیں تو تو بھی رو اے سننے والے اس آواز کے جب تک تیری جان میں جان ہے پیروی کرتے ہوئے اپنے پیغمبر کی پھر جبرئیل کی پھر حضرت علیؑ کی۔

چنانچہ ابن سعد نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ صفین جاتے ہوئے کربلا کی طرف سے گذرے۔ حضرت ٹھہر گئے اور دریافت کیا کہ اس زمین کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا کربلا۔ یہ سُن کر حضرت روئے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا کہ میں حضرت رسولؐ کے پاس آیا ایسے حال میں کہ آپ رو رہے تھے۔ میں نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس تھے انھوں نے مجھے بتلایا کہ میرا فرزند حسینؑ نہر فرات کے پاس ایک جگہ پر جسے کربلا کہتے ہیں قتل ہو گا پھر حضرت نے اس زمین سے ایک مٹھی خاک کی اٹھائی اور مجھ کو سنگھائی جس کے بعد مجھے بھی قابو نہ رہا اور بیساختہ میری آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے۔ اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ام سلمہ نے حضرت رسولؐ کو روتے ہوئے دیکھا اس حالت میں کہ آپ کے سر و ریش پر خاک پڑی ہوئی تھی میں نے وجہ دریافت کیا حضرت نے فرمایا ابھی ابھی حسینؑ قتل ہوا ہے۔ اور ابن عباس نے بھی حضرت کو دوپہر کے وقت دیکھا اس حالت میں کہ بال پریشان ہیں گرد و غبار پڑا ہوا ہے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے جس میں خون ہے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ حسینؑ اور انکے اصحاب کا خون ہے جسے میں نے آج دن بھر جمع کیا ہے۔ لوگوں نے اس تاریخ کا خیال رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔

بوصیری کے چند اشعار جن کا تعلق مرثیہ سے ہے نقل کیے جاتے ہیں

من شهيدين ليس ينسيني　　الطف مصابيهما ولا كربلاء

ما رعى فيهما ذمامك مرؤس　　وخان عهدك الرؤساء

ابدلوا الود والحفيظة في القربى　　فابدت ضبابها النافقاء

وقست منهم قلوب على من　　بكت الارض فقدهم والسماء

فابكهم ما استطعت ان قليلا　　في عظيم من المصاب البكاء

كل يوم وكل ارض لكربي　　منهم كربلاء وعاشوراء

آل بيت النبي ان فؤادي　　ليس يسليه عنكم التاساء

غير اني فوضت امري الى الله　　وتفويضي الامور براء

رب يوم بكربلاء مسيء　　خففت بعض وزره الزوراء

والاعادي كان كل طريح　　منهم الزق حل عنه الوكاء

آل بيت النبي طبتم وطاب　　المدح لي فيكم وطاب الرثاء

انا حسان مدحكم فاذا　　نحت عليكم فانني الخنساء

سدتم الناس بالتقى وسواكم　　سودته البيضاء والصفراء

(ترجمہ)

دونوں شہید جنکی یاد کنارہ نہر فرات اور زمین کربلا سے ہمیشہ تازہ ہے ۔ رعایا نے (یا رسول اللہ) اُن کے بارے میں آپ کے حقوق کا لحاظ کیا اور نہ حکام نے آپ کے عہد و پیمان کا پاس کیا۔ انہوں نے آپ کے قرابت داروں کی محبت کے بدلے میں کینہ و عداوت کو اختیار کیا جس کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ان کے دل سخت ہو گئے اُن لوگوں کے لئے جن پر آسمان اور زمین تک نے گریہ کیا۔ جب تک دم میں دم ہے تو بھی (اے مخاطب) اُن پر روتا رہ اسلئے کہ مصیبت کے مقابلہ میں رونا بہت کم چیز ہے۔ ہر دن اُن کے غم میں مجھے روز عاشور اور ہر زمین زمین کربلا ہے۔ اے اہلبیت نبی میرے دل سے کوئی چیز آپ کا خیال دور نہیں کر سکتی۔ سوائے اسکے کہ میں ان مظالم کو خدا کے سپرد کروں اور اسکے بعد بری الذمہ ہو جاؤں۔ کتنے مجرم ہیں کہ زمین کربلا کی زیارت اُن کے گناہوں میں تخفیف کر دیتی ہے۔ اولاد دشمنوں کی یہ حالت ہے کہ وہ زمین پر افتادہ ہیں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی مشک جس کا تسمہ کھل گیا ہو۔ اے اہلبیت نبی آپ پاکیزہ ہیں اور آپکی شان میں جو مرح نظم ہو اور مرثیہ کہا جائے وہ بھی پاکیزہ ہے۔ میں آپکی مدح میں حسان کا درجہ رکھتا ہوں اور جب نوحہ کہنے لگوں تو خنسا (مشہور مرثیہ گو) ہوں۔ آپ نے دنیا پر تقوی و پرہیزگاری کے ذریعہ سے حکومت کی جبکہ آپکے سوا دوسرے لوگوں نے سنہرے روپہلے سکوں سے اپنی حکومت قائم کی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ شہادت امام حسینؑ پر گریہ بکا کرنا اور اس کا خبر کی وجہ سے حضرت کے درجات کا عالی ہونا

روضۃ الشہدا (ملا حسین واعظ کاشفی صفحہ ۲۶-۲۷ (مطبوعہ نولکشور پریس کانپور ۱۸۹۱ء) میں ہے۔

از علی بن موسیٰ الرضا منقول است کہ چوں حق تعالےٰ گوسفند برائے فدائے اسمٰعیل فرستاد وابراہیم آں را ذبح کرد بخاطر مبارکش خطور نمود کہ اگر بدست خود فرزند خود را قربان کردمے ثواب عظیم یافتمے وبقدم حرمت بر درجہ رفیع شافتمی حق سبحانہ بوے وحی فرستاد کہ از جملہ خلقان کرا دوست میداری ابراہیمؑ گفت محمدؐ را کہ حبیب وصفی تست خطاب آمد کہ اورا دوست تر

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت اسمٰعیل کا فدیہ گوسفند کو قرار دیا اور حضرت ابراہیم نے اسکو ذبح کیا تو اسوقت حضرت ابراہیم کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر میرا یہ فرزند اسمٰعیل کو اپنے ہاتھوں خدا کی راہ میں قربان کرتا ثواب عظیم کا مستحق ہوتا حضرت ابراہیم کے دل میں اس خیال کا

می داری یا خود را ابراہیم گفت خدا را دوست
از خود دوست تر می دارم باز فرمان
رسید کہ فرزندان او را
دوست میداری یا فرزندان
خود را خلیل جواب داد کہ فرزندان
امجاد او نزد من دوست تر اند
از اولاد من حق تعالی وحی کرد
بدو کہ یکے از فرزندان بزرگوار
او را بخواری وزاری اندوہے
جور وستمگاری غریب وتنہا
گرسنہ و تشنہ در دشت کربلا شربت
شہادت بچشانند ابراہیم علیہ السلام
چون شمہ ازین واقعہ بشنید قطرات
حسرت از چشم سار چشم بر صفحات
رخسار فرو بارید خطاب رسید کہ
اے ابراہیم ثواب گریستن تو بر حسین
دالمے کہ بدل تو رسید برابر آں

پیدا ہوتا تھا کہ حضرت کو وحی ہوئی
کہ اے ابراہیم تم ہماری مخلوق میں
سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو
ابراہیم نے جواب دیا خداوندا تیرے
حبیب محمد مصطفیٰ کو پھر خطاب ہوا
کہ اے ابراہیم تم محمد کو زیادہ دوست
رکھتے ہو یا خود اپنے کو جواب دیا اپنے
سے زیادہ حضرت صلعم کو دوست
رکھتا ہوں پھر حکم ہوا کہ تم اپنے فرزند
اسمٰعیل کو زیادہ دوست رکھتے ہو یا
اُن کے فرزند کو خلیل نے جواب دیا کہ انکے
فرزندوں کو اپنی اولاد سے زیادہ
دوست رکھتا ہوں داس سوال
وجواب کے بعد وحی ہوئی کہ اے
ابراہیم حضرت محمدؐ کے ایک فرزند
بزرگوار کو نہایت ظلم وستم کیا جائیگا
بھوکا پیاسا مسافرت میں کربلا کے

شوہت ہست کہ بدست خود فرزند جن میں اشقیا شہید کریں گے
خود را قربانی کردی۔ حضرت ابراہیم نے جو قت واقعہ
شہادت کو سُنا تو بیساختہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور گریہ فرمانے
لگے خطاب ہوا کہ اے ابراہیم حسینؑ کے غم میں تمہارے دل کو جو صدمہ ہوا کہ
اور روئے ہو اس کا ثواب برابر ہے اس ثواب ذاجر کے جو تم کو اپنے فرزند
اسمٰعیل کو اپنے ہاتھوں سے قربانی کرنے میں ملتا۔

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السّلام کا شہادت امام حسینؑ پہ گریہ و بکا کرنا

(الف) اخرج الحاکم والبیھقی امام حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی
عن ام الفضل بنت الحارث نے سنن میں ام الفضل سے روایت
قالت دخلت علٰی رسول اللہ صلی کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن
اللہ علیہ وآلہ وسلم یوما بالحسین میں امام حسینؑ کو لائی اور رسول اللہؐ
فوضعتہ فی حجرہ ثم حانت کی آغوش میں دیدیا پھر جو دیکھتی
منی التفاتۃ فاذا عینا رسول ہوں تو آنحضرت کی چشم مبارک سے
اللہ صلعم تھریقان من الدموع آنسو جاری ہیں۔ پھر خود ہی

فقال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی هذا واتانی بتربة من تربة حمراء

حضرت نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس لخت جگر کو شہید کریگی اور مجھے اس مقام کی سرخ مٹی بھی دی ہے۔

(ینابیع المودة شیخ سلیمان الحنفی جلد دوم ص ۳۱۸ وتحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین مولانا شاہ سلامت اللہ ۱۲۹۸ھ مطبوعہ مطبع اسدی لکھنؤ)

(ب) واخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی الله عنه بکربلاء عند مسیره الی صفین وحاذی نینوی قریة علی الفرات فوقف وسأل عن اسم هذه الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعه ثم قال دخلت علی رسول الله وهو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل انفا واخبرنی ان ولدی الحسین

طبقات کبیر ابن سعد میں امام شعبی سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جب نینوا (جو دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں ہے) کے مقابل ہوئے تو ٹھہر گئے اور اس سرزمین کا نام پوچھا، "کربلا" بتلایا گیا۔ حضرت روئے اور خوب روئے اسقدر کہ وہاں کی زمین آپ کے

يقتل بشاطي الفرات بموضع
يقال له كربلا ثم
قبض جبرئيل قبضة من تراب
شمني اياه فلم املك عيني
ان فاضتا۔

صواعق محرقہ علامہ ابن حجر مکی ص ۱۱۵
(مطبوعہ میمنیہ مصر)

آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر فرمایا
کہ ایک مرتبہ حضرت صلعم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور حضور رو رہے تھے
میں نے پوچھا یا حضرت خیر تو ہے
رونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا میرے پاس
اس وقت جبرئیل بیٹھے تھے انھوں نے
خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین فرات کے
کنارے اس جگہ جسے کربلا کہا جاتا ہے قتل کیا جائے گا۔ پھر جبرئیل ایک
مشت خاک لائے۔ اور مجھے سونگھایا بس مجھے اپنی آنکھوں پر قابو نہ رہا
اور بے اختیار رو پڑیں

(ج) عن عبد الله بن نجي
عن ابيه انه سار مع علي رضي
الله عنه وكان صاحب مطهرته
فلما حاذى نينوا وهو منطلق
الى صفين فنادى علي رضي الله
عنه اصبر يا ابا عبد الله صبر
يا ابا عبد الله بشط الفرات

عبد اللہ بن نجی اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں کہ وہ صفین
جاتے ہوئے حضرت علی کے ساتھ
تھا کہ دفعتہً حضرت علی نے بلند
آواز سے ندا دی کہ اے ابا عبد اللہ
صبر کرو اے ابا عبد اللہ صبر کرو
(امام حسین کی کنیت ہے) دریائے

قلت وماذا قال دخلت علی
النبی صلعم ذات یوم وعیناه
تفیضان قلت یا نبی الله
اغضبک احد ما شان عینیک
تفیضان قال بل عندی
جبرئیل قبل فحدثنی ان الحسین
یقتل بشاطی الفرات قال
فقال هل لک الی ان اشمک
من تربته قال قلت نعم فمد یده
فقبض قبضة من تراب فاعطانیها
فلم املک عینی ان فاضتا۔

مسند امام احمد بن حنبل جلد اول
صفحہ ۸۵ (مطبوعہ مصر)

فرات کے کنارے میں نے پوچھا کہ
حضرت اسکی کیا وجہ ہے فرمایا کہ
ایک دن میں حضرت سرور عالم
کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ
حضرت صلعم کی چشم مبارک سے آنسو
جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ کیا کسی نے آپ کو
غضبناک کیا ہے حضور کی آنکھوں سے
آنسو کیوں جاری ہیں۔ فرمایا ابھی
میرے پاس جبرئیل تھے انھوں نے
بیان کیا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ
فرات کے کنارے قتل کیا جاویگا
اسکے بعد کہا کہ کیا وہاں کی خاک
آپ سونگھنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں ضرور یہ سن کر جبرئیل نے ہاتھ
پھیلایا اور ایک مشت خاک لائے اور مجھ کو دی بس مجھکو آنکھوں پر قابو نہ
رہا۔ اور وہ بے اختیار بہنے لگیں۔

خاتون جنت حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کا گریہ کرنا اور عزاداران امام حسینؑ کی گریہ و بکا کی (پیشگوئی)

فاطمہ نالہ آغاز کرد کہ حسینؑ
چہ گناہ کردہ باشد کہ در طفولیت
برسرِ چنیں ظلمے برود خواجہ فرمود
کہ اے فاطمہ ایں صورت در سن کودکی
و جوانی نخواہد بود بلکہ در وقتے
واقع شود کہ نہ تو باشی و نہ من و نہ
علی و نہ برادرش حسن فاطمہ دیگربار
بگریہ شد کہ اے مظلوم مادر اے شہید
مادر و اے بیکس مادر چوں تو در آں
زماں پدر و مادر نباشند کہ باشد کہ
مصیبت تو قیام نماید و شرائط تعزیت

جناب فاطمہ نے جب واقعہ شہادت کو سنا
تو گریہ وزاری کرنے لگیں اور ارشاد کرنے لگیں
ہمارے فرزند حسینؑ نے آخر کونسا گناہ
کیا ہوگا کہ جس کی وجہ سے بچپنے میں اس پر
ظلم کیا جائے گا۔ خواجہ کائنات نے
فرمایا کہ بیٹی فاطمہ یہ واقعہ (شہادت)
حسینؑ کے لڑکپن یا جوانی کے
زمانہ میں نہ ہوگا اس وقت نہ میں ہونگا
نہ علیؑ ہوں گے نہ حسنؑ اور نہ تم ہوگی
یہ سننا تھا کہ جناب سیدہ نے ایک چیخ
ماری اور فرمانے لگیں اے مظلوم ما(در)

تو بجا بودی کاشکے من زندہ بودمے
تا اقامت ماتم مصیبت تو نمودمی
راوی گوید کہ ہاتفے آواز داد کہ ماتم
او را مصیبت زدگان تا آخر زماں
خواہند داشت کہ ہر سال چوں
آں موسم در آید کہ او را شہید کردہ
باشند ایشاں تعزیت وے را
تازہ گردانند و شرط مصیبت او را
بجا می آرند اشک ندامت از
دیدہ ببارند آہ جگر سوز از سینہ
برکشند ۔ روضۃ الشہداء ص ۱۹۳ کاشفی

اے شہید مادر اے بیکس و مضطر جب
اس زمانہ میں ماں باپ نہ ہوں گے
تو کون تعزیت کرنے والا اور صف
ماتم بچھانے والا ہوگا کاشکہ میں
زندہ ہوتی تو مراسم عزا قائم کرتی
راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایک
ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا کہ
اے دختر رسول تجھ مصیبت زدہ لوگ
ہوں گے جو قیامت تک حسینؑ کا ماتم
کریں گے ہر سال جب وہ زمانہ آئے گا
جس میں حسینؑ شہید کئے جاویں گے
تو اس زمانہ میں مجلس عزا قائم کی جائے گی ۔ اور آہ فریاد و گریہ و زاری کرینگے

بعد شہادت امام حسینؑ حضرت رسالتمآب صلعم کا بیقرار ہونا ۔ اور گریہ و بکا کرنا

عن سلمی الانصاریہ

سلمی انصاریہ کہتی ہے کہ میں ایک

قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی
تبکی فقلت ما یبکیک قالت
رأیت الآن رسول اللہ صلعم
فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ
التراب وھو یبکی فقلت مالک
یا رسول اللہ قال شھدت
قتل الحسین انفا۔

(صحیح ترمذی ص۲۲۶ طبع نولکشور۔)
(صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۱۵ مطبوعہ میمنیہ مصر)
(تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی ص۱۳۸ طبع
محمدی لاہور) ما ثبت من السنۃ شیخ عبدالحق
محدث دھلوی ص۲۰ طبع قیومی کانپور)

دوزام المومنین حضرت ام سلمہ
کے پاس گئی اور وہ روتی تھیں
میں نے پوچھا کہ آپ کیوں روتی ہیں
جواب دیا کہ میں نے ابھی رسول
اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا ہے کہ
آپ کے سر اور داڑھی پر گرد پڑی ہوئی
تھی اور روتے تھے میں نے پوچھا
یا رسول اللہ آپکا کیا حال ہے فرمایا
ابھی حسینؑ کے قتل میں گیا تھا
(یہ واقعہ دسویں محرم کے عصر کے وقت
کا ہے)

(ب) عن ابن عباس قال
رأیت رسول اللہ صلعم فیما
یری النائم نصف النھار وھو
قائم اشعث واغبر بیدہ قارورۃ
فیھا دم فقلت بابی انت وامی

حضرت ابن عباس سے روایت
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلعم کو خواب میں دیکھا کہ دوپہر وقت
آپ کے بال بکھرے ہوئے ہیں
اور ان پر غبار پڑا ہوا ہے

یا رسول اللہ صلعم ماھذا	ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے
اللہ قال ھذا دم الحسین	میں نے پوچھا رسول اللہ میرے ماں
واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم	باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیسا خون ہے
فاحصی ذالک الیوم فوجدہ	ہے فرمایا حسینؑ اور ان کے اصحاب کا
قتل یومئذٍ	خون ہے جس کو جمع کر رہا ہوں
صحیح ترمذی ص۲۲۶ طبع نولکشور۔ مسند احمد حنبل	ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے
جلد اول بسند ابن عباس۔ دلائل النبوۃ ۲۱۱	اس دن کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ
بیہقی استیعاب ابن عبد البر برحاشیہ اصابہ ص۳۸۰	امام حسینؑ اسی دن شہید ہوئے تھے

جلد ۱ مصر۔ صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۱۹۲ طبع میمنیہ مصر۔ تاریخ الخلفاء للاسیوطی۔ ازالۃ الخفاء۔ مصباح العین سیوطی ص۱۸۱ طبع لاہور۔ ما ثبت من السنۃ ص۱۸ طبع کانپور۔

فرشتوں کا غم حسینؑ میں قیامت تک روتے رہنا

(الف) اخبرنا ابو نصر عن ابیہ	ابو نصر اپنے والد کے اسناد سے
باسنادہ عن ابی اسامۃ عن	ابو اسامہ کی زبانی بیان کرتے
جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ	ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
قال ھبط علی قبر الحسین بن علی	فرماتے ہیں کہ روز شہادت (مقام)

رضی اللہ عنہا یوم اصیب یبعون
الف ملک یبکون علیہ الی
یوم القیمة۔

قبر حسین پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے
کہ وہ قیامت تک حضرت پر گریہ و
زاری کرتے رہیں گے۔

(غنیۃ الطالبین پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی جلد دوم ص ۶۱)

(ب) در مصباح القلوب
مذکور است کہ کعب الاحبار رحمۃ اللہ
علیہ روزے اہل مدینہ را از ملاحم
و فتنہا کہ در کتابہا خواندہ بود خبر
میداد ۔ گفت بداں خدائے
کہ جان کعب بدست اوست
خواندہ ام کہ روزے کہ قومے را
(یعنی حسینؑ را) شہید کنند گروہے
از فرشتگان بر سر روضۂ وے
بایستند و دیگر نیابند کہ ہرگز از گریہ
باز نہ ایستند و ہر شب آیند
ہفتاد ہزار فرشتہ فرود آیند و
بر سر قبر زاری کنند۔ و چوں

مصباح القلوب میں ہے کہ
کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ ایک
روز اہل مدینہ کو اس فتنہ و فسا-
د سے آگاہ کر رہے تھے جس کو انھوں نے
توریت میں پڑھا تھا اور یہ کہہ رہے
تھے کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے
قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے کہ
میں نے کتب سابقہ (تورات) میں
پڑھا ہے کہ جس دن حسینؑ کو اشقیا
شہید کریں گے اس دن فرشتے
زمین مقتل و مقام مدفن پر نازل
ہوں گے اور گریہ و زاری کرینگے
اور گریہ میں برابر مشغول رہیں گے

بادشود بصوامع طاعت خود باز روند۔

(روضۃ الشہداء ملا حسین واعظ کاشفی ص۳ طبع کانپور)۔

اسکے علاوہ ہر شب جمعہ کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے حضرت کے مزار پر نازل ہوں گے اور گریہ و زاری کریں گے اور صبح ہوتے اپنی صلوٰۃ عبادت میں لپٹ جاویں گے۔

جنّات کا رونا اور نوحہ کرنا

(الف) واخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت سمعت الجن تبکی علی الحسین وتنوح

ماثبت من السنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۲۹ طبع کانپور۔ صواعق محرقہ طبع میمنیہ مصر ص۱۱۵ تحریر الشہادتین ص۹۲ طبع لکھنؤ۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسینؑ پر روتے اور نوحہ کرتے تھے۔

(ب) واخرج ثعلب فی امالیہ عن ابی حباب الکلبی قال اتیت کربلا فقلت لرجل من الاشراف

ثعلب نے امالی میں ابی حباب کلبی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں کربلا میں آیا پس میں نے ایک شخص سے جو عرب کے

بما بلغنی انکم تسمعون نوح	اشراف میں سے تھا پوچھا کہ میں نے
الجن فقال ما لقی احدًا الا	سنا ہے کہ تم لوگ جنوں کے نوحے سنا
خبرك انه سمع ذٰلك۔	کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ تم جس
اثبت من السنۃ شیخ عبدالحق محدث	سے ملو گے وہی یہ بیان کرے گا
دہلوی ص۲۱ طبع کانپور۔	کہ ہم نے نوحہ سنا ہے۔
(ج) واخرج ابو نعیم عن حبیب	حافظ ابو نعیم نے حبیب بن ثابت سے
بن ثابت سمعت الجنیۃ تنوح	روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں
علی الحسین وھی تقول ۵	کہ میں نے ایک جنیہ کو سنا کہ
مسح النبی جبینہ ؞ فلہ بریق فی الخدود	وہ امام حسینؑ کا نوحہ کرتی ہے اور کہتی
ابواہ فی علیا قریش ؞ وجدہ خیر الجدود	ہے۔ رسول صلعم نے انکی پیشانی کا
اخرج عن مزیدۃ عن جابر	بوسہ لیا اُن کے رخسار میں چمک ہے
الحضرمی عن امہ قالت سمعت	اُن کے باپ دادا قریش کے بزرگ
الجن تنوح علی الحسین وھی	ہیں اور اُن کے نانا سب سے بہتر ہیں
تقول ۵ ۔	جابر حضرمی اپنی ماں کے ذریعے سے
لعی حسین ھبلا	روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہے
کان حسینًا جبلا	کہ میں نے ایک جن کو سنا کہ وہ امام حسینؑ پر
	نوحہ کر رہا ہے اور کہتا ہے ۵

حسینؑ کی سنائی سنا رہا ہوں
جو غمگین تھے و صبر کے پہاڑ تھے۔
جب فوج یزید اہلبیت کو اسیر
کر کے دمشق کی طرف منزل بمنزل جا رہی تھی
اور مقام تکریت سے کوچ کر کے
وادی النخلہ میں پہونچی تو ان لوگوں
نے جنات کو روتے ہوئے سنا اس
حالت میں کہ جن اپنے رخسار پر
دوہتڑ مار رہے تھے اور یہ نوحہ
پڑھ رہے تھے۔ ....
جب حضرت ام کلثوم نے سنا تو
فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے کون ہو؟
جواب ملا کہ میں قوم جن کا بادشاہ
ہوں میں مع جنات کی فوج کے امام حسینؑ
کی مدد کے لئے آیا تھا لیکن بدقسمتی
سے ہم دیر میں پہونچے اور حضرت
شہید ہو گئے۔ جب فوج یزید نے

تحریر الشہادتین ص۹۶ و ص۹۹
طبع لکھنو۔

(د) ——— فلما رحلوا
من تکریت و اتوا علی وادی
النخلة فسمعوا بكاء الجن وهن
يلطمن خدودهن ويقلن
شعراً ——— فقالت
ام کلثوم من انت يرحمك الله
تعالیٰ قال انا ملك الجن اتيت
انا وقومي بنصرة الحسينؑ و
وجدناه مقتولاً فلما سمع الجيش
ذلك تيقنوا بكونهم من اهل
النار۔

ینابیع المودة جلد دوم
شیخ الاسلام قندوزی
ص۳۵۱ و ص۳۵۲ طبع قسطنطنیہ

تو اسوقت ان کو یقین ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

زمین اور آسمان کا غم حسینؑ میں رونا اور اظہار غم کرنا

(الف) اخرج الثعلبی عن السدی قال لما قتل الحسین بن علی بکت علیہ السماء وکانها حمرتها وحکی ابن سیرین ان الحمرة لم تر قبل قتله وعن سلیم القاضی قال مطرنا السماء دما ایام قتله۔ وقال علی لما تبکی السماء والارض الا علی یحیی بن زکریا وعلی حسین ابنی وعن کثیر بن شہاب الحارثی قال بینا نحن جلوس عند علی فی الرحبة اذ طلع الحسین فقال ان الله ذکر قوما بقوله فما بکت علیہم السماء والارض والذی فلق الحبة وبرأ النسمة

امام ثعلبی نے سدی سے روایت کیا ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو حضرت پہ آسمان رویا اور اس کا رونا آسمان کی سرخی ہے۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ آسمان کی سرخی قبل شہادت امام حسینؑ نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ قاضی سلیم کہتے ہیں شہادت امام کے ایام میں آسمان سے خون برسا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ زمین و آسمان نہیں روئے سوائے حضرت یحییٰ اور میرے فرزند حسینؑ پر۔ کثیر بن شہاب الحارثی بیان کرتے ہیں کہ مقام رحبہ میں ہم لوگ حضرت علیؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں امام

یقتلن هذا وتبکین علیه السماء
والارض عن ابن عباس قال
ان یوم قتل الحسین قطرت السماء
دما وان هذه الحمرة التی تری
فی السماء ظهرت یوم قتله ولم تر
قبله وان ایام قتله لم یرفع
حجر فی الدنیا الا وجد تحته
دم -
ینابیع المودة قندوزی جلد دوم
ص۵۱ و ص۳۵۷ طبع قسطنطنیه

حسین نظر پڑے تو امیر المومنین نے
فرمایا کہ خداوند عالم نے اس آیت
فما بکت علیهم السماء والارض
میں کچھ لوگوں کا ذکر کیا ہے قسم ہے
اسکی جس نے دانوں کو شگافتہ کیا
ہے آئینہ یہ میرا فرزند قتل کیا جائیگا
اور اس پر آسمان اور زمین روئیں گے
ابن عباس کہتے ہیں کہ جس وقت امام
حسین شہید ہوئے آسمان سے خون
ٹپکا اور یہ آسمان کی سرخی جو دکھائی
دیتی ہے اسی دن سے ظاہر ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں نظر آتی تھی
اور ان دنوں جب حضرت شہید ہوئے ہیں دنیا میں زمین سے کوئی پتھر نہیں
اٹھایا جاتا تھا مگر اسکے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔

(ب) عن نضرة الازدیة انها
قالت لما قتل الحسین بن علی امطرت
السماء دما فاصبحنا وحبابنا
وجرارنا مملوءة دما۔ ذخائر

نضرہ ازدیہ کہتی ہیں کہ جب امام
حسین قتل ہوئے تو آسمان سے خون
برسا ہم لوگوں نے اس حالت میں
صبح کی تھی کہ ہمارے تمام گھڑے ۔

يوم قتله من الآيات أيضاً
أن السماء اسودت اسوداداً
عظيماً حتى رئيت النجوم نهاراً
ولم يرفع حجر إلا وجد تحته دم
عبيط وأن السماء احمرت
لقتله وانكسفت الشمس حتى بدت
الكواكب نصف النهار وظن
الناس أن القيامة قد قامت
وأن السماء مكثت بعد قتله
سبعة أيام ترى على الحيطان
كأنها ملاحف معصفرة من
شدة حمرتها وضربت الكواكب
بعضها بعضاً ونقل ابن الجوزي
عن ابن سيرين أن الدنيا
أظلمت ثلاثة أيام ثم ظهرت
الحمرة في السماء وقال أبو سعيد
ما رفع حجر من الدنيا إلا وتحته

ملکے خون سے بھر گئے تھے اور
شہادت کے دن بہت سی نشانیاں
ظاہر ہوئیں آسمان بالکل سیاہ
ہو گیا۔ گھٹا ٹوپ اندھیاری کی وجہ
دن کو تارے دکھلائی دیے۔ کوئی
پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا۔ مگر اسکے
نیچے خون تازہ ملتا تھا۔ آسمان
حضرت کی شہادت کی وجہ سے
بالکل سرخ ہو گیا سورج کو گہن
لگ گیا۔ یہاں تک کہ دن دوپہر
تارے دکھلائی دیے لوگوں نے
خیال کیا کہ قیامت آگئی۔ اور آسمان
سات دن تک بالکل سرخ ہو گیا
دیواروں پر دھوپ کی سرخی ایسی
معلوم ہوتی تھی جیسے کسم کی گہری
رنگی ہوئی چادریں ہیں ستارے
آپس میں ٹکراتے تھے۔ علامہ ابن جوزی

دم عبيطا ولقد مطرت السماء
دما بقي اثره في الثياب مدة
حتى تقطعت واخرج الثعلبي
ان السماء بكت وبكاؤها حمرتها
وقال غيره احمرت افاق السماء
ستة اشهر بعد قتله ثم لا زالت
الحمرة ترى بعد ذلك وان ابن
سيرين قال اخبرنا ان الحمرة التي
مع الشفق لم تكن قبل قتل الحسين
وذكر ابن سعد ان هذه
الحمرة لم تر في السماء قبل
قتله وقال ابن الجوزي حكمته
ان غضبنا يؤثر حمرة الوجه
والحق تنزه عن الجسمية
فاظهر تاثير غضبه على من
قتل الحسين بحمرة الافق
اظهارا لعظم الجناية

ابن سیرین سے نقل کرتے ہیں کہ بعد
شہادت پہلے دنیا تین دن تک
اندھیری رہی اسکے بعد آسمان
سُرخ ہوا ابو سعید کہتے ہیں دنیا
میں کوئی پتھر نہیں اُٹھایا گیا لیکن
اُسکے نیچے تازہ خون تھا اور آسمان سے
خون کی بارش ہوئی یہاں تک کہ
سُرخی کا اثر کپڑوں پر مدت تک
باقی رہا۔ اور سُرخی نہ چھوٹی سوائے
اسکے کہ کاٹ ڈالا گیا۔ امام ثعلبی نے
روایت کی ہے کہ آسمان رویا اور
اس کا رونا اسکی سُرخی ہے۔ اور
دوسرے لوگوں نے روایت کی ہے
کہ آسمان کے کنارے شدت کیساتھ
چھ ماہ تک بعد شہادت سُرخ رہے
اُسکے بعد بھی سُرخی مٹی نہیں بلکہ
بعد کو بھی دکھلائی دیتی ہے۔ ان

صواعق محرقہ ابن حجر مکی صفحہ ۱۱۶ (طبع میمنیہ مصر) سیرین کہتے ہیں کہ ہمکو یہ خبر پہونچی ہے کہ شفق کی سُرخی قبل شہادت حسینؑ نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ سُرخی قبل شہادت امام آسمان پر نہیں دکھلائی دیتی تھی۔ علامہ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اسمیں حکمت یہ ہے کہ غصہ کی وجہ سے چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے اور خدا کی ذات جسم و جسمانیت سے بری ہے اس لئے اس نے امام حسینؑ کے قتل میں اپنے غیظ و غضب کا اظہار آسمان کے کناروں کے سُرخ ہونے سے کیا۔ تاکہ اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ اُست نے بہت بڑا گناہ کیا۔

(ج) ولما قتل الحسینؑ مکثت الدنیا سبعة ایام والشمس علی الحیطان کالملاحف المعصفرة والکواکب یضرب بعضها بعضاً وکان قتله یوم عاشورا وکسفت الشمس ذلك الیوم واحمرت آفاق السماء ستة اشهر بعد قتله ثم لا زالت الحمرة تری فیما بعد ذلك

اور جب امام حسینؑ شہید ہوگئے تو سات دن تک دنیا روئی اور آفتاب دیواروں پر ایسا تھا (یعنی دھوپ) جیسے کسم کی رنگی ہوئی چادریں اور ستارے آپس میں ٹکرائے تھے اور حضرت روز عاشور شہید ہوئے اور اسی روز سورج کو گہن لگا۔ اور بعد شہادت چھ ماہ تک آسمان کے کنارے سُرخ

الیوم ولم یکن فیہا قبلہ۔

(ماثبت بالسنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۲۶، ۲۱ مطبوعہ کانپور)

یعنی پھر اس روز سے ہمیشہ سُرخی دکھائی دیتی ہے اس کے پہلے کبھی نظر نہیں آتی تھی۔

آسمان کے رونے کا ذکر تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۶ صفحہ ۳۹ مصر اور تفسیر فتح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۲۶ طبع مصر میں بھی ہے

اولیاءِ عظام وصُوفیائے کرام کا غمِ حسینؑ میں رونا

وقال الزہری لما بلغ الحسن البصری خبر قتل الحسین بکی حتیٰ اختلج صدغاہ ثم قال اذل اللہ امۃ قتلت ابن نبیہا۔ (ینابیع المودۃ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

زہری کہتے ہیں کہ جب خواجہ حسن بصری کو امام حسینؑ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو اسقدر روئے کہ اُن کی کنپٹیاں شدت گریہ میں پھڑکنے لگیں۔ کہنے لگے کہ خدا اس اُمت کو ذلیل کرے کہ اُس نے اپنے نبی کے نواسے کو شہید کیا۔

شیخ سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے رونے کا تذکرہ اوپر کسی مقام پر روضۃ الشہدا ملا حسین واعظ کاشفی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے۔

شیخ الاسلام بابا فرید گنج شکر، مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، مخدوم شیخ علاءالحق پنڈوی، خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسودراز، سید عبد الرزاق انسوی، وغیرہم کا ایام عزا میں رونا اور مجالس عزا برپا کرنے کا تذکرہ "غم حسین" کے حوالے سے اوپر لکھ چکا ہوں۔ اُن کے علاوہ اور بہت سے اولیاء اللہ ہیں جو امام حسینؑ پر گریہ وزاری کرتے اور عشرہ محرم کو ایام عزا سمجھتے تھے۔

خواجہ منصور صفہانی، مقتدائے جہان خواجہ علی غزنوی حنفی، مجدد دین ہمدانی، شیخ ابوالفتوح نصرآبادی، خواجہ محمود حدادی حنفی۔ خواجہ امام شرف الائمہ، ابونصر سنجانی، خواجہ تاج اشعری نیشاپوری، شیخ احمد شیبانی رحمہم اللہ، اخبار الاخیار محدث دہلوی و کتاب نقض لفضائح ملا عبد الجلیل رازی۔

ائمہ اسلام و علمائے کرام کا غم حسینؑ میں مرثیہ کہنا

امام شافعی نے امام حسینؑ کا مرثیہ کہا ہے۔ دیکھو ینابیع المودۃ جلد دوم صفحہ ۳۲۲ و ۳۵۱، معراج الاصول حافظ

جمال الدین الزرندی المدنی۔

امام شرف الدین محمد البوصیری نے بھی مرثیہ کہا ہے جو ہمزیہ کے نام سے مشہور ہے۔

جواہر العقدین امام سمہودی۔ الحسین سلالۃ الحسینی صفحہ ۲۲۳ طبع مصر۔ علامہ عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی نے بھی مرثیہ کہا ہے الحسین جلال الحسینی ۲۳۳ طبع مصر۔

علامہ محمد بن عقیل المصری نے مرثیہ کہا ہے الحسین جلال الحسینی صفحہ ۱۷۵ طبع مصر۔

امام حسینؑ کا مرثیہ کہنے والے مجاہدین کربلا میں شمار ہونا

و نقل سبط ابن الجوزی ان ابن الھباریۃ الشاعر اجتاز بکربلا فجعل یبکی علی الحسین و اھلہ رضی اللہ عنہم و انشد شعرا ثم نام فی مکانہ فرأی النبی صلعم فی المنام فقال لہ

علامہ سبط ابن الجوزی اپنے تذکرہ خواص الامۃ میں لکھتے ہیں کہ ابن ہباریہ شاعر کا گذر جب کربلا سے ہوا تو امام حسینؑ کی مصیبت پر رونے لگا اور یہ مرثیہ کہا اس کے بعد سو گیا اور خواب میں حضرت سرور عالم

جزاک اللہ خیراً البتہ ماتن	کو دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ کتبک من جاھد	خدا تجھے نیک جزا دے تجھ کو
بین یدی ابنی الحسین	بشارت ہو کہ اسکے عوض میں خدا
ینابیع المودة جلد دوم	نے تجھے مجاہدین کربلا کے گروہ میں
ص ۳۴۲ طبع قسطنطنیہ	قرار دیا ہے

خاتم العلماء عزیز المفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مصنفہ تحفہ اثنا عشریہ کا مجلس کرنا اور سلام اور مرثیوں کو سنکر رونا اور انکو باعث ثواب سمجھنا

مولانا شاہ محمد فخر عالم صاحب سجادہ نشین خانقاہ دھاگلپور نے اپنے قدیمی کتابوں اور خطوں کے ذخیرہ میں سے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا ایک پرانا مکتوب عزاداری اور مجالس کے متعلق حاصل کر کے مجلہ علمیہ معارف بابت ماہ اکتوبر سنہ ۳۲ء آثار علمیہ و ادبیہ کے تحت میں شائع کر دیا ہے۔ اس خط کے متعلق مولانا شاہ فخر عالم صاحب تحریر فرماتے ہیں

"یوں تو مراسلہ نگار کی ذات ہی اس قابل ہے کہ جو ٹکڑا بھی آپ کی تصنیف و تالیف کا مل جائے تو ہم لوگوں کے لئے باعث صد نازش ہے۔ چہ جائیکہ ایسے موضوع پر کہ جس کے عمل کی وجہ سے صوفیائے کرام کا گروہ ہدف ملامت ہوتا آرہا ہے آپ جیسے مقدس متبحر فاضل و محدث کا لکھا ہوا خط جس میں وہ اپنے عمل اور معمولات کو ظاہر کرتے ہیں کیوں نہ قابل قدر اور لائق عمل ہو"

نقل خط حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ بنام احمد یار خاں ساکن کشن گنج کھگڑا۔

از فقیر عبد العزیز۔ بعد سلام مسنون مکشوف ضمیر ذکا تخمیر باد کہ عنایت نامہ سامی بار دیگر در مقدمہ مرثیہ خوانی وغیرہ وصول نمودہ۔ آنچہ دریں باب معمول فقیر است می نویسد از ہمیں جا قیاس باید کرد۔ در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود	حقیر عبد العزیز کی طرف سے بعد سلام مسنون کے واضح رائے عالی ہو کہ جناب کا گرامی نامہ دوسری مرتبہ مرثیہ خوانی وغیرہ کے متعلق موصول ہوا اس بارے میں فقیر کا جو کچھ معمول ہے اسے لکھا جاتا ہے اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں پورے سال میں فقیر خانہ پر دو مجلسیں

یکے مجلس ذکر وفات شریف دوم
مجلس ذکر شہادت
امام حسینؑ علیہ السلام در مردم
روز عاشورا یا یک روز دو روز
پیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد
کس یک گاہے قریب ہزار کس فراہم
می آیند و درود میخوانند
بعد ازاں کہ تبرک بر آید و می نشینند
ذکر فضائل حسنین علیہما السلام کہ
در حدیث شریف وارد شدہ در
بیان می آید و آنچہ در احادیث
اخبار شہادت ایں بزرگان و
بدمآلی قاتلان ایشان وارد شدہ
نیز مذکور میشود بایں تقریب بعضے
شدائد کہ بر جناب ایشان گزشتہ
از روئے احادیث معتبر بیان
کردہ میشود وہم دریں ضمن مرثیہائے

منعقد ہوتی ہیں ایک ذکر وفات
شریف کی مجلس دوسرے شہادت
امام حسین علیہ السلام کے ذکر کی
مجلس جو عاشورہ کے دن یا اس
سے دو ایک دن پہلے چار سو
پانچسو اور کبھی کبھی ہزار کے قریب
لوگ جمع ہوتے ہیں اور درود پڑھتے
ہیں اور جب تبرک باہر آتا ہے اور
بیٹھتا ہے تو امام حسینؑ کے وہ
فضائل جو احادیث میں مذکور ہیں
بیان کئے جاتے ہیں ان بزرگوں
کی شہادت کے متعلق اور ان کے
قاتلوں کی بد انجامی کے متعلق جو
کچھ اخبار و احادیث میں ہے وہ
بھی بیان کیا جاتا ہے اس سلسلہ
میں ان شدائد و مصائب کا
بھی تذکرہ ہو جاتا ہے جو احادیث

کہ از مردم غیب یعنی جن و پری
حضرت ام سلمہ و دیگر صحابہ
شنیدند نیز بدانکہ میشود ابتدا آن
ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بہ
ما حضر فاتحہ نمودہ می آیند دریں
وقت اگر شخصے خوش الحان سلام
بخواند یا مرثیہ شروع شروع میکنند
اتفاق شنیدن میشود و ظاہر است
کہ دریں اکثر حضار مجلس او ایں فقیر را
ہم رقت و بکا لاحق میشود پس اگر
ایں چیز با نزد فقیر بہمیں وضع جائز
نمی بود اقدام برآں اصلا نمی کرد
و فاتحہ امور دیگر یا مشروع است تا
حاجت بیان ندارد و امام شافعی
بفرماید ؎

لو کان رفضا حب آل محمد
فلیشہد الثقلان انی رافضی

معتبرہ کی رو سے آپ حضرات
برگزیدہ ہیں اور وہ مرثیے
بھی پڑھے جاتے ہیں جنہیں
حضرت امّ سلمہ اور دوسرے
صحابیوں نے جنوں اور
پریوں سے سنا ہے اسکے
بعد ختم قرآن اور پنجسورہ پڑھا جاتا ہے
اور ماحضر پر فاتحہ دیا جاتا ہے
اسوقت میں اگر کوئی خوش الحان شخص
سلام یا مرثیہ شروع پڑھنا
شروع کرتا ہے تو اس کے
سننے کا اتفاق ہوتا ہے اور
ظاہر ہے کہ اس حالت میں اکثر
حاضرین مجلس اور خود فقیر پر
گریہ و بکا طاری ہوجاتا ہے۔ اگر
یہ چیزیں فقیر کے نزدیک اسی
طریقہ سے جائز نہ ہوتیں تو کبھی

زیادہ بجز توفیق حسنات چہ   ان پر اقدام نہ کرتا اور ورسے
برنگارد   جو غیر شرعی امور ہیں اُن کے
بیان کی حاجت نہیں ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں ؎ اگر آل محمدؐ کی
دوستی کا نام رفض ہے تو دونوں جہان گواہ رہیں کہ میں رفضی ہوں
فقط

مُہر

۱۱۸۹
ھو العزیز الولی الرحیم

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا یہ خط انکی فقہ کی کتاب مسمیٰ
فتاوی عزیزیہ جلد اول ص۱۰۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ میں
بھی موجود ہے۔ لیکن ہم نے دار المصنفین اعظم گڈھ کے ارگن رسالہ
معارف جو زیر ادارت علامہ سید سلیمان ندوی نکلتا ہے، کے
حوالہ سے اس لئے لکھا ہے تاکہ اس تبرک رابعہ کے سہم بابت ہونے
میں کسی قسم کا شک نہ رہے۔

عزاداری آثار اسلام میں سے ہے اور اس سے فوائد دینی
حاصل ہوتے ہیں، تعزیہ و امام باڑہ کی تعظیم ضروری ہے
مصنف کتاب معرکہ آرا اور یہ کتاب شیعوں کی رد میں ہے، جناب مولانا

صاحب مرحمت علی خاں طبیب ولد شیخ محمد عجیب المعروف بہ حذاقت خاں دہلوی ثم بنارسی جو ارشد تلامذہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں اور جن کا شمار افضل متکلمین اہلسنت میں ہے۔ اپنی کتاب تبصرۃ الایمان (یہ کتاب بھی شیعوں کی رد میں ہے) کے ص ۲۲۰ میں تعزیہ داری کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

بعد الحمد کہ آں از آثار اسلام و عالمے بوجوہات کثیرہ از آں بہرہ اندوز و فوائد دینی از آں حاصل ساخت۔

خدا کا شکر ہے کہ تعزیہ داری آثار اسلام میں سے ہے اور ایک عالم بہت سی وجہوں سے بہرہ اندوز ہے اور اس سے دینی فائدے حاصل کرتے ہیں۔

اس عبارت کے بعد امام باڑہ اور تعزیہ کی تعظیم کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں۔

و شک نیست در آنکہ امثال نقل تربت شریف بعد مرتب شدن لائق تعظیم است بالضرور و ادب آں شایان ایمان۔

تبصرۃ الایمان ص ۲۲۰

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امام باڑہ تعزیہ اور تربت اور ضریح وغیرہ بننے اور مرتب ہونے کے بعد ضروری و لازمی تعظیم کے لائق ہیں اور ان چیزوں کی تعظیم اور

مطبوعہ کلکتہ ۱۲۲۶ھ	اندب کرنا اہل ایمان کے شایان شان ہے ۔

علمائے صالحین نے تعزیہ داری کی ترویج کے لئے فتویٰ دیا ہے اور محی السنۃ اورنگ زیب عالمگیر شہنشاہ ہند تعزیہ داری کا کبھی مزاحم نہیں ہوا

مولوی صوفی سید محمد عبداللہ علم کانپوری اپنی مرتبہ مشہور عالم علمی جنتری سنہ ۱۹۳۱ء ۱۳۴۲ھ پر بسلسلہ جواز تعزیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہندوستان میں تعزیہ داری اُس زمانہ سے رائج ہے جس زمانہ میں علمائے دین کا عروج تھا اور وہ اسکے حارج ومزاحم نہ تھے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر جس کی شرعی ہیبت اور پابندی دین کا ڈنکا بج رہا تھا وہ بھی کبھی تعزیہ داری کا مزاحم نہیں ہوا بلکہ اُس زمانہ کے عالمان دین نے اسکے جواز کا فتویٰ دیدیا تھا۔ اور وہ اُن کی تعظیم کرتے رہے جس کا ثبوت یہ ہے ۔

علمائے صالحین این حصر	علمائے صالحین نصاموزندگورہ

درایم مذکوره از شعائر اسلام تصور فرموده قطعاً فتوی بجائے ترویج و قیام آں داده اند

تعزیہ داری کو شعائر اسلام میں شمار کرکے اُسکے جاری اور قائم کرنے کا قطعی فتوی دیدیا ہے۔

(از رسالہ ازالۃ الاوہام مولوی عبدالرزاق نبیرہ مولوی عبدالعلی مرحوم)

پس ازیں عصر و زمان علمائے صالحین بترویج و قیام تعزیہ امام معلوم کرده اند بجا و درست و ترویج آں موجب ثواب و اجر عظیم است۔

علمائے صالحین نے تعزیہ داری کے جاری رکھنے اور قائم کرنیکا جو حکم دیا ہے یہ بالکل بجا و درست ہے اور باعث ثواب و اجر عظیم ہے

تعزیہ وغیرہ بنانا ادلہ شرعیہ سے جائز ہے بدعت نہیں

متاخرین علمائے ہند میں قدوۃ المحققین مولانا حافظ شاہ محمد فائق صاحب حنفی ہنسوی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ مولانا ایک زبردست محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ نے جواز تعزیہ داری میں ایک محققانہ اور مدلل رسالہ تحریر فرمایا ہے

جس سے آپ کی قوت استدلال و استنباط کا پتہ چلتا ہے۔ اس رسالہ کا نام " جواز التعزیۃ من الادلۃ الشرعیۃ " ہے۔ " دافع الزام " کے نام سے مشہور ہے یہ رسالہ ۱۳۲۲ھ میں مطبع عصر جدید میرٹھ میں چھپا ہے۔ مطبوعہ رسالہ مجھکو مولانا مرحوم کے پوتے اور جانشین جناب مولانا حافظ شاہ عبد القادر صاحب ہنسوی ادام اللہ فیوضہ نے عطا فرمایا ہے۔

اس رسالہ کی توثیق مولانا عبد القادر صاحب نے فرمائی ہے جو اس مقام پر درج ہے۔

توثیق

رسالہ انیقہ دافع الزام اعنی " جواز التعزیۃ من الادلۃ الشرعیۃ " میرے جد امجد حضرت مولانا و بالفضل اولنا مرشدنا حافظ شاہ سید محمد فائق صاحب دہلوی نظامی نیازی قدس سرہ کی مبارک تصنیف ہے جو مطبع میرٹھ میں حسب ایماء جناب راؤ محبوب علی خاں صاحب سابق میں چھپ چکی ہے للہ الحمد کہ اب دوبارہ شائع ہو رہا ہے۔ یہ رسالہ بالکل

ف مولانا کی یہ تصانیف بہت مشہور ہیں (۱) تحقیق الحق فی الوجود المطلق۔

تصحیح ہے اور اصل نسخہ مصنف قدس سرہ سے بالکل مطابق ہے۔

فقط ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ

فقیر۔ سید عبد القادر نیازی نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل لنا ذرائع حصول الثواب والتوسل وسیلۃ لبلوغ غایۃ فعلنا طریق حصول النجاۃ والاجتناب المحرمات بعون اللہ تعالیٰ۔ وعلیٰ غیرہ نبیہ سید نور اللہ واصحابہ

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ یہ رسالہ جواز تعزیہ میں ہے دلائل شرعی سے یہ جاننا چاہیے کہ اہل علم اس بات کو جانتے ہیں کہ ہر شئے کے جواز و عدم جواز کا ثبوت ادلہ اربعہ شرعیہ پر موقوف ہے ادلہ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) (۲) تحقیق الخالق فی تخلیق الخلائق (۳) تحقیق السماع (۴) تحقیق البدعۃ (۵) تحقیق ثقلین فی دفع نزاع اثنین (۶) اظہار الحق (۷) تائید الاسلام بجواب ترک اسلام (۸) تنبیہ المنکرین (۹) کاشف الاراذل (۱۰) ہدایت الاسلام فی حق من ترک السلام والکلام (۱۱) کما یقول یقال (۱۲) علم الکونین نزول الثقلین۔ یہ سب کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

خصوصًا علی من له حب اهل بیته
وعترته اما بعد فهذه رسالة
في جواز التعزية من الادلة الشرعية
اعلم ان جميع الاشياء يثبت احكامها
من الادلة الاربعة الشرعية
اولها القرآن ثم الحديث ثم
الاجماع فبعده القياس امّا
القرآن فلا يوجد فيه ممانعة
التعزية ولا في الحديث ايضًا
واما الاجماع فان كان باتفاق
الالوف من اتباع شخص واحد
وهو يقول انه ليس بجائز فمن
كان اتباعه يقول كلهم
كما يقال المتبوع باتباعه فهذا
ليس باجماع لان قولهم جميعًا
هو قول واحد المتبوع فمثل هذا
الاجماع غير مقبول عند اهل

قرآن دوسرے حدیث تیسرے اجماع
چوتھے قیاس قرآن میں تعزیہ کی
ممانعت نہیں حدیث میں اس کی
ممانعت نہیں رسول اللہ صلعم نے
بطور پیشین گوئی کے قیامت تک
کا حال بیان فرمایا ہے اسمیں اسکا
کچھ ذکر نہیں کیا خلفاء راشدین نے
اسکو منع نہیں کیا۔ جامع احادیث
صحاح ستہ نے اسکو منع نہیں کیا
امام ابو حنیفہ امام شافعی امام مالک امام
احمد بن حنبل جو تمام مسائل جزئیہ کو
اخذ و استنباط کرنے والے ہیں اور
تمام مسلمان انھیں حضرات کے
مقلد ہیں ان میں سے کسی نے منع
نہیں کیا الغرض ادلہ اربع سے
نہ تو قرآن سے اس تعزیہ کی ممانعت ہے
نہ حدیث سے اب رہا اجماع اس

العلم وان كان الوف الا لا بد
فى عقيدة واحدة وكل واحد
يقول انه ليس بجائز فهذ المجموع
من الاقوال ليس باجماع لانهم
لتشاركهم فى المشرب قال احد
يقول كلهم جميعًا لا محالة فهذا
ايضًا ليس باجماع ليعتمد عليه
واما الاجماع فهو فى الحقيقة ان
يكون كل واحد من اهل العلم
محققا ولا يكون احد عنه متبعًا
للغير ولا يسلكون فى مسلك
واحد ويجتهد كل واحد على
اصول العلم فى حرمة غير مجاورة
عليها فكان احكام مستنبطهم
من الدلائل متفقا جميعًا كلها
فهذا الاجماع مقبول عند المحققين
وذلك الاجماع لم يوجد فى علم

قیاس اجماع کا یہ حال ہے کہ ایک
مقتدا کے اگر ہزاروں متبع ہوں
تو جو اس مقتدا کی زبان سے نکلتا ہے
جتنے اسکے متبع ہوتے ہیں سب کے
سب اُسی کی سی کہنے لگتے ہیں پس
ان کثیر تبعین کا باہم ہم زبان
ہونا اجماع نہیں یہ تو ایک شخص
کے قول کی پیروی ہے اسیطرح
ہزار ہا اشخاص جو ہم مشرب اور
ہم عقیدہ ہوتے ہیں اور بوجہ ہم خیال
ہونے کے اُن سب کی رایوں کا مجموعہ
ہیئت کذائی حقیقۃ ایک رائے
ہے پس یہ بھی اجماع نہیں اور ترع
کے ناجائز کہنے والے جتنے دیکھے
جاتے ہیں یا تو ایک مقتدا کی پیروی
کرنیوالے ہیں یا بوجہ ہم مشرب ہونے
کے جو ایک کا خیال ہوتا ہے وہی

جواز التعزية اصلا وما
يوجد من الاجماع فی عدم
جواز التعزية فهما اما اقوال
المتبعين بقول مقتداهم او
اقوال الذين يكون مسلكهم
واحدا فما يقول واحد يقول
كلهم تبعا له وكلاهما من اجماعين
غير مقبول عند المحققين لعدم
التحقيق فيهما فلما ظهر من هذا
البيان ان عدم جواز التعزية
لم يثبت من القرآن ولا من
الحديث ولا بالاجماع فبقي من
الادلة الاربعة دليل واحد
وهو القياس ولا بد له من نظير
في القرآن او في الحديث فبعد
التتبع والاستقراء فيهما لم
يوجد نظير عدم جواز التعزية

ان سب کا خیال ہوتا ہے پس یہ
بھی اجماع قابل اعتبار نہیں حقیقۃ
اجماع یہ ہے کہ ہر ذی علم جو کسی کا
متبع ہو کر حکم نہیں لگاتا یا بوجہ مشرب
ہونے کے ایک دوسرے کی سی نہیں
کہتا بلکہ موافق اصول او قواعد علمی
کے اپنے اپنے دلائل اور قرائن سے
کسی امر جزئی پر کوئی حکم لگائے اور
بہ حسب اتفاق ان سب کے احکام ایک
دوسرے کے متفق ہو جاویں حقیقۃ
یہ اجماع ہے اور تعزیہ کے عدم جواز
میں اس قسم کا اجماع پایا نہیں جاتا
پس اس اجماع سے بھی تعزیہ کا
عدم جواز ثابت نہوا غرض کہ نہ تو
قرآن سے تعزیہ کا عدم جواز ثابت
ہوا نہ حدیث سے نہ اجماع سے
اب رہا قیاس قیاس کے لئے

في القرآن ولا في الحديث بل
خلافه يوجد نظير جواز التعزية
في القرآن والحديث الذي هو
كما ان للمساجد المختلفة الاشكال
نقل العمارة الكعبة الشريفة هكذا
التعزية المختلفة الاشكال
نقل العمارة روضة سيد الشهداء
عليه السلام فكما بناء للمسجد جائز
شرعا هكذا بناء التعزية جائز
قياسا بل من الحديث ايضا
وهو ما روى عن ابن عباس
قال فان كنت لابد فاعلا
فاصنع الشجر وما لا روح فيه
والظاهر ان التعزية غير ذي
روح لانه من روضة سيد
الشهداء عليه السلام وله عمارة
ليس له حس ولا روح فثبت جواز

قرآن اور حدیث میں اسکی
نظیر کا ہونا ضروری ہے تاکہ جو
حکم مقیس علیہ میں ہو وہی مقیس میں بھی ہو
اس مقیس تعزیہ کے عدم جواز کیلئے قرآن
اور حدیث میں کوئی نظیر نہیں ملتی تاکہ
عدم جواز کا حکم لگایا جائے بلکہ اسکے خلاف
کی نظیر موجود ہے وہ یہ کہ تمام مختلف صورتوں کی
مسجدیں خانۂ کعبہ کی نقل ہیں دلیل اور
ثبوت اسکا یہ ہے کہ جس طرح خانہ
کعبہ کو خانۂ خدا کہتے ہیں اسیطرح
ان مسجدوں کو خانۂ خدا کہتے ہیں
اور جو شرائط آداب خانۂ کعبہ کے
لئے ہیں وہی شرائط آداب خانۂ کعبہ
کے لئے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ
یہ مسجدیں حقیقۃً خانۂ کعبہ کی نقل ہیں
پس جسطرح ان مختلف صورتوں کی
مسجدیں خانۂ کعبہ کی نقل ہیں جو ایک عمارت ہے اسیطرح

بناء التعزية من الحديث
والقياس كليهما والامر
المتفق عليه ان ما ثبت من
القرآن والحديث وبالاجماع
او بالقياس لا يقال له بدعة
شدد عليه جهالة عن الاصول
فمن انتصر في الاستشهاد ان التعزية
بدعة وكل بدعة ضلالة فهو
خطاء وليس هذا الا تعصبا
وخدعة للعوام ليترك الناس
بناء التعزية والسد باب الخير
بحيلتها فان قلت ما تقول
ان بناء التعزية غير جائز
وانما منع بنائه لاختلاط
الامور غير الشرعية فيها قلت
ان الملازمة جائز شرعا ومن
كان ملازما يأخذ الرشوة

یختلف صورتوں کے تعزیے حضرت
سید الشہدا علیہ السلام کے روضۂ
متبرکہ کی نقل ہیں جو ایک عمارت ہے
اور جس طرح ان مسجدوں کا بنانا
شرعاً جائز ہے اسی طرح ان تعزیوں کا
بنانا باعتبار حکم مقیس علیہ کے شرعاً
جائز ہوا بلکہ موافق اس روایت کے
جو ابن عباس سے مروی ہے۔
قال فان کنت لابد فاعلا
فاصنع الشجر وما لا روح فیه
یعنی اگر کسی چیز کی تصویر بنانا ضروری
سمجھے تو درخت کی یا ایسی چیز کی تصویر
بنا کہ جس میں روح نہیں ہوتی
اور یہ ظاہر ہے کہ تعزیہ ذی روح
نہیں ہیں اس حدیث سے بھی
تعزیہ بنانے کا ثبوت ہوا جب
ان چاروں ادلۂ شرعیہ سے تعزیہ کا

وهو حرام فيمنع عن الملازمة او عن اخذ الرشوة
والوكالة شرعاً جائز وما يتصرف فيها
من عندي فهو غير جائز فيمنع عن
الوكالة او عن التصرف من عندي و
المرافعة عند الحاكم للتصفية
جائز واثبات الدعوى من الدلائل
الغير الواقعة ممنوع فيمنع عن
المرافعة واثبات الدعوى
من الدلائل الغير الواقعة ممنوع
فيمنع عن المرافعة او عن ثبوت الدعوى
عن الدلائل الغير الواقعة والاستشهاد
عند الشرع جائز والكذب فيه
ممنوع فيمنع من الشهادة او عن البيان
خلاف الواقع والتجارة مشروع
والخدع فيها ممنوع فيمنع عن التجارة
او عن الخدع فيها الصلوة
والصوم فرض والرياء فيهما

عدم جواز ثابت نہوا بلکہ برعکس
اسکے قیاس اور حدیث سے اس
تعزیہ کے بنانے کا جواز نکلتا ہے
جواب جو صاحب تعزیہ کے عدم جواز
کا حکم کرتے ہیں یہ حکم طبعی اور اپنے
نفس کا ہے حکم شرعی نہیں جو دوسروں
پر حجت ہو اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے
جو امر قرآن اور حدیث اور اجماع
اور قیاس سے ثابت ہو وہ امر
شرعی ہے اسکو بدعت نہیں کہتے جب
تعزیہ بنانے کا ثبوت حدیث اور
قیاس شرعی سے ثابت ہوا تو اسکو
بدعت کہنا جہالت اور بے علمی
ہے پس بعض بزرگوں نے اشتہار
میں جو اس تعزیہ کو بدعت کہہ کر
کل بدعة ضلالة وغیرہ کا
مصداق بنایا ہے یہ بالکل غلط ہے

ممنوع فيمنع عن الصّلوة والصّوم
اوعن الرّياء والوعظ والنّصائح
امر ضروري وتحصيل الدّنيا
بحيلته ممنوع فيمنع عن الوعظ
والنصيحة اوعن جعلها سيلة
المعاش والبدعة افضل لانه من حيث
الوصول الى الله وجعله السعى
لاكتساب الدنيا اوللاظهار
شيخوخته فيها ممنوع فيمنع عن
البدعة اوعن جعله ذريعةً
للمعاش والتفاخر فكما في
جميع الامور المذكورة يمنع المنهى
فيها لا اصلها فكذالك يمنع
في التعزية ما اخذ فيها من
المنهيات الشرعية لاختراع
انه وامرلا عن نفس التعزية التي
مشروعيته بالحديث والقياس

اس لئے کہ جب اس کا ثبوت حدیث
اور قیاس شرعی سے ہے جیسا دلۂ
شرعیہ میں بیان ہے بدعت سیئہ کہنے کی
کیا وجہ یہ محض تعصب اور نفس کی
پیروی اور لوگوں کو دھوکا دینا
اور اس حیلہ سے جو لوگوں میں خیر
خیرات ہوتی ہے اس کو بند کرنا اور
خود مناع الخیر بننا ہے اور جو کہا
جاتا ہے کہ اس تعزیہ کے ضمن میں
بعض امور خلاف شرع بائے جاتے
ہیں اسلئے تعزیہ بنانے کو منع کیا
جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ نوکری کرنا شرعاً جائز ہے اسکے
ساتھ جو رشوت ستانی ہوتی ہے
یہ فعل حرام ہے۔ بس اس رشوت ستانی
سے روکا جائے گا یا ملازمت کرنے
وکالت کرنا شرعاً جائز ہے ابتی

وان كان ترك بناء التعزية
ضروريا عند المانعين للحوق
الممنوعات فيترك جميع المشروعات
المذكورة ايضا للحوق الممنوعات
الشرعية فيهن لاشتراك العلة
فيهن جميعا فلا تخصيص في ترك
التعزية لا في غيرها فبعد ما ثبت
من هذا البيان ان بناء التعزية
جائز بالحديث والقياس فاعلم
ان للعلماء في جواز التعزية
وعدمه اقوالا مختلفة فقال
بعضهم يجوز بناؤه للمصالح
من كثرة الصدقات والخيرات
لحليتها وقال بعضهم لا يجوز
بناؤه للقبائح من لحوق الممنوعات
فيها بافعال العوام وبعض العلماء
يمنع عن رؤية التعزية ايضا

طرف سے خلاف واقع جو کارروائی
ہوتی ہے وہ ناجائز پس اس
کارروائی ناجائز کرنے سے لوگوں
کو وکالت کرنے سے منع کیا جائیگا
یا اُس بیجا کارروائی کرنے کو منع
کیا جائے گا کسی معاملہ کو حاکم کے
پاس جاکر فیصلہ کرانا شرعاً جائز ہے
مگر خلاف واقع ثبوت پیش کرکے
ڈگری حاصل کرنا ناجائز ہے پس
لوگوں کو اس فیصلہ کرانے سے
روکا جائے گا یا خلاف واقع
ثبوت پیش کرکے جو ڈگری حاصل
کی جاتی ہے اُس سے اُسکو
منع کیا جائے گا گواہی دینا
شرعاً جائز ہے مگر کچھ لے کر جھوٹی
گواہی دینا ناجائز ہے پس لوگونکو
گواہی دینے سے منع کیا جائے گا

وقال البعض عن رؤيتها
يسقط النكاح فان سلم هذا
الفتوى ما بقي احد في الهند
صحيح النسب وصار كلهم ولد الزنا
لانه ليس احد من اهل الهند
لم يرها وان كان المفتي يجتنب
عن رؤيتها ولا نظر اليه قط
الا ان من اجداده من يراها
البتة ولما يسقط النكاح برؤيتها
فمن كان من صلبه نسلا
كان حراما فيكون هذا المفتي
ايضا حراما لكونه من اسباطهم
وبعض حسن العقيدة من العلماء
يقول انه لا يحكم ببنائها ولا
تمنع بانيها بل اذا كان مجاديا
الى وقع النظر عليها نا كون
متأثرا برؤيتها وكان عيني

یا جھوٹی گواہی دینے سے اُن کو
روکا جائے گا۔ تجارت کرنا تو
جائز ہے مگر دھوکا دیکر جو لوگوں
سے نفع حاصل کیا جاتا ہے وہ
ناجائز پس تاجروں کو تجارت
کرنے سے منع کیا جائے گا یا اس
دھوکے سے اُن کو منع کیا جائیگا
روزہ نماز فرض ہے مگر ریاکاری کا
روزہ نماز جائز نہیں پس ریاکاروں
کو روزہ نماز سے روکا جائے گا
یا اُن کو ریاکاری سے باز رکھا
جائے گا۔ وعظ اور نصیحت امر
ضروری ہے مگر کھانے کمانے کی غرض
سے جابجا وعظ اور نصیحت کی دکان
کھولنا ناجائز پس واعظین کو وعظ
کہنے سے منع کیا جائے گا یا دنیا
کمانے کی غرض سے وعظ اور نصیحت

جاز ... بذکر ما وقع علی
سید الشہداء ومن معہ علیہم
السلام فی معرکۃ کربلا
فہذا لان نقرء شیئا من القرآن
ونجعل ثوابہ نذرا وہدیۃ
لارواح المقدسین من شہداء
کربلا علیہم السلام کما
ثبت من الاحادیث وبالنظر الی
ان التعزیۃ نقل ومنسوب
الی قبۃ سید الشہداء علیہ السلام
ننظر الیہا بالادب والتعظیم
کما ینظر الناس الی نقشجات
المواقع المتبرکۃ وتبرکات
اخری وہذا التعظیم والتکریم
لیس للتعزیۃ ولا ما نقلت
عنہ من قبۃ سید الشہدا
علیہ السلام بل ہی تعظیم

کرنے کو منع کیا جائے گا۔ پیری
مریدی عمدہ چیز ہے اس سے خدا
تک رسائی ہوتی ہے مگر کھانے
کمانے کی غرض سے یا شیخ
بننے کے خیال سے لوگوں کو کچھ تصرف
دکھلا کر ان کو اپنی طرف متوجہ کرنا
یہ ناجائز پس ان صاحبوں کو پیری
مریدی سے منع کیا جائیگا۔ یا اس
ذریعہ سے دنیا کمانے یا تفاخر
حاصل کرنے سے روکا جائیگا علی ہذا
تعزیہ بنانا ادلہ شرعیہ میں سے قیاس
انکو جائز بتلا رہا ہے اور جو امور
خلاف شرع اسمیں شامل ہو گئے
ہیں وہ ناجائز ہیں پس تعزیہ جسکا
جواز از روئے قیاس شرعی کے
ثابت ہے انکو منع کیا جائیگا۔ یا
جو امور خلاف شرع اسمیں شامل

وتکریم لصاحب الرتبۃ
اعنی حضرۃ سید الشہداء
علیہ السلام لان کل شیٔ
الیٰ معظم ویکرم بما فی غایۃ من
حبہ اعتقاده کما اذا تلفظ
لفظ اللہ بالنظر الیٰ انہ اسم
الخالق یقال جل جلالہ وجل
شانہ واذا اجری علی اللسان
محمد بالنظر الی انہ اسم رسولنا
یقال صلی اللہ علیہ وسلم
وان کان ہذا الاسم
لغیره لا یصلی علیہ واذا لفظنا
باسم من الائمۃ الاثنا عشر یقال
علیہ السلام وان کان اسم
من ہذہ الاسماء للذین لا یسلم
علیہ واذا تکلمنا من اسماء
الصحابۃ یقال رضی اللہ تعالیٰ

ہو گئے ہیں انکو دور کیا جائے گا
اگر اس خیال سے کہ اس تعزیہ
میں امور غیر شرعیہ شامل ہو گئے ہیں
اسلئے تعزیہ کو بند کیا جاتا ہے تو
جتنے امور شرعیہ بیان ہوئے بوجہ
شمول امور ناجائز کے اُن کو بھی
بند کرنا چاہیے اسمیں تخصیص تعزیہ کی
کیا ہے۔ تقریر بالا سے جب یہ امر
ثابت ہو گیا کہ تعزیہ کا بنانا قیاس
شرعی اور حدیث کی رو سے
جائز ہے تو اب یہ بتانا ضروری ہے کہ
علماء میں تعزیہ کی نسبت مختلف اقوال
پائے جاتے ہیں بعض جائز کہتے ہیں
اس لئے کہ لوگ اسکے حیلہ سے
خیر خیرات کی جانب توجہ کرتے
ہیں بعض اسلئے ناجائز کہتے ہیں کہ
اسمیں عوام نے ممنوعات کو بھی داخل

عنه وان كان هو اسم
للغير لا يقال هذا وان صدر
على اللسان اسم من اسماء
ائمة مجتهدين او شرذمة
من الصالحين يقال رحمة
الله عليه وان كان هذا
الاسم للغير لا يقال هذا
عليه واذا جاء احد عند
ان رجلا من احباء ابيه او جده
يكرمه ويعظمه بالنظر الى انه محب
لآبائه العظام والحرمة للكعبة
الشريفة والمدينة المنورة
في قلوب المؤمنين متمكنة
فلذلك ما هو منسوب اليهما
يعظم ويكرم كما ان غلاف الكعبة
اذا جاء عند الناس
فيقبلونه لانه ستر الكعبة يستلمونه

کر دیا ہے بعض تو دیکھنے کو بھی منع
کرتے ہیں اور دیوبندیوں کا یہ قول ہے کہ
تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے
اگر اس فتوے کو مان لیا جائے
تو ہندوستان میں جتنے ہیں سب
حرامی ہوئے جاتے ہیں اسلئے کہ
ہندوستان میں کوئی ایسا آدمی
نہ ہوگا جس نے تعزیہ نہ دیکھا ہو حتّی
کہ خود صاحب کہتے ہیں کہ تعزیہ دیکھنے
سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ
انھوں نے کبھی تعزیہ نہ دیکھا ہو مگر
اُن کے آباء و اجداد نے ضرور دیکھا
ہوگا اور جب اُنکے فتوے کے مطابق
تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے
تو اُن کے آباؤ اجداد کی جو نسل ہوئی
سب حرامی ہوئی حتی کہ کہنے والا خود
(مفتی) اپنے کو حرامی بتا رہا ہے

بالعظمة ويضعونه على أعينهم
وعلى رؤوسهم وربّ شيء يؤتى من
المواضع المشرفة للبيع الى الكعبة
الشريفة والمدينة المنورة الحاج
يشتريها فلما يرجع الى المواطن
ومساكنه يقسمها على الاقرباء
والاحباء فمن عطى فيا النظر الى انه
جاء من الكعبة الشريفة والمدينة
المنورة أخذه بالعظمة والكرامة
فهذا التعظيم والتكريم ليس لهذه
الاشياء بل هو تعظيم وتكريم نسبتها
الى الكعبة والمدينة و تعظيم النسبة
عين تعظيم الكعبة الشريفة والمدينة
المنورة وان جاء هذه الاشياء
من مقامها الذي يؤتى عنه
لا يلتفت اليها احد ولا يكرم بها
اصلا فعلم ان هذا التعظيم ليس

وہ علما جو آپ جیسے عقیدہ والے ہیں
یہ کہتے ہیں کہ ہم نہ تعزیہ بنانے کا حکم
دیتے ہیں اور نہ بنانے والے کو منع
کرتے ہیں بلکہ اگر کسی نے بنایا اور
ہمارے سامنے ہوا اور اس پر
نگاہ پڑ گئی تو اسکو دیکھ کر ہم متاثر
ہوں گے اور تعظیم بجا لاویں گے۔
اور ان واقعات کو یاد کرکے جو
شہدائے کربلا پر گذرے آنکھوں سے
آنسو جاری ہو جاویں گے۔ اور
آیات قرآنی کو پڑھ کر شہدائے کربلا
کی خدمت میں اسکے ثواب کو
نذر کرینگے اور اس حیثیت سے
کہ تعزیہ نقل ہے اور منسوب ہے
سید الشہداء علیہ السلام کے روضہ
متبرکہ کی طرف اسلئے اسکی تعظیم و
ادب کریں گے جیسا کہ لوگ مقامات

لشيء من الاشياء المذكورة ولا لنسبتها
الى الكعبة والمدينة بل هي تعظيم
للمنسوب اليه اي الكعبة والمدينة وعلى
هذا اذا اتى احد ملبوس رسول الله صلى
الله عليه وسلم او مكتوب لحضرة علي كرم الله
وجهه او مسطور للحسن عليهما السلام
فبادر الى اصحابها ينظر بالعظمة والاكرام
وضع الناس على اعينهم وعلى رؤسهم وان
لم يكن له اصلا لكنه يجرم بالضرورة فلما
جرت العادة للناس هكذا فما ظنك في
حق من رأى التعزية التي هي منسوب الى
سيد الشهداء عليه السلام ان ينظر اليها بنظر
التعظيم او بنظر التوهين ليس عنه لاحد
من كان في قلبه حب الحسين ان يحكم انه
ينظر بنظر التوهين بل يحكم له بالتعظيم
ومن لا حب له يحكم بما في قلبه من الخباثة
وما ذكر من التعظيم في التبركات المذكورة

متبرکہ حرمین کے نقشوں یا دوسرے
برکات کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں
اور یہ تعظیم و تکریم نفس تعزیہ یا روضہ
حضرت سید الشہدا کی نہیں ہے
اسلئے کہ یہ عمارت بنقل عمارت کے
بلکہ تعظیم و تکریم درحقیقت حضرت
سید الشہدا علیہ السلام کی ہے اسلئے
کہ جو چیز کہ مضاف ہوتی ہے کسی
معظم و محترم کے جانب تو لوگ
بھی تعظیم کرتے ہیں اسلئے کہ مضاف
الیہ قابل تعظیم ہے جس طرح اگر کوئی
شخص لفظ اللہ زبان پر جاری
کرے یہ سمجھ کر کہ یہ اسم جلیل ہے اور
خالق کا نام ہے تو اسکو سنکر
جل جلالہ و جل شانہ کہا جاوے گا
اسی طرح اگر حضرت رسول اللہ کا
نام مبارک یعنی محمد زبان پر جاری

علیٰ الاعتقاد وما هو في قلوب المؤمنين
من الحب والتبجيل حرمها موكد التخطيها
من الشارع وما ثبت من القرآن والحديث
هو حب اهل بيت النبي صلعم بالخصوص
للحسنين عليهما السلام كما قال الله تعالى
قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى
وفي المشكوة سئل رسول الله صلعم اى
اهل بيتك احب اليك قال الحسن والحسين
وايضا قال رسول الله صلعم حسين مني
وانا من الحسين احب الله من احب حسينا وحسين
سبط من الاسباط فلم حكم احكم الحاكمين
والنبي صلى الله عليه وسلم يحب الحسين فلا يكون
احد من المسلمين لا يكون في قلبه حب الحسين
والحب اذا رأى شيئا هو منسوب الى المحبوب
ينظر بنظر التعظيم ويكرم تكريما فلما كان
كذلك فهذه التعزية التي هي منسوب الى
السبط سيدنا عليه السلام لما رأها من في قلبه

ترجمہ

جاری کیا جائے تو صلی اللہ علیہ و
سلم کہا جائے گا اور اگر یہی نام
کسی دوسرے کا اسم سمجھ کر لیا جاتا ہے
تو درود نہ بھیجیں گے ویسے ہی اگر
بارہ اماموں میں سے کسی امام کا
اسم گرامی زبان پر جاری کیا جاوے
تو علیہ السلام کہیں گے اور اگر
وہی نام کسی دوسرے شخص کا ہو
تو سلام نہ کرینگے اسیطرح اگر صحابہ
کا نام لیا جائے تو رضی اللہ عنہ
کہیں گے۔ یا اگر علمائے مجتہدین (یعنی
امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن
حنبل، امام مالک) یا صالحین میں سے
کسی کا نام لیا جائے تو رحمۃ اللہ علیہ
کہیں گے اور اگر کسی دوسرے
کا نام ہو تو اسکے لئے رحمت کی
دعا نہ کرینگے۔ اسی طرح

علیہ السلام ینظر بنظر التعظیم لا محالہ کما یوقر الناس تبرکات اخری لنسبة الی صاحبها هذا بیاننا مجموع علی ثلاثة امور الاول ان التعزیة مشروع من الحدیث کما بین و بین عن کما یقال والثانی یجوز تعظیمها بعد الروایة لنسبتها الی الشیئ کما یعظم و یکرم تبرکات اخری لنسبتها الی صاحبها والثالث بفتح باب الخیر والخیرات تجلبها من العوام والخواص جمیعا فی هذا الشهر بخلاف شهور اخری فاکثر المعتقدین یطبخ الطعام لوجه الله نقسم علی الناس فینتفع به الفقراء والمساکین ویجعل ثوابه هدیة و تحفة لشهداء کربلا علیهم السلام والفاعل یستحق اجرها من الله الذی لا یضیع اجر المحسنین واما الامور التی خلف فیها فما کان منها مباحا فلا باس فیها وما هو غیر مشروع فترکه اولی و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و الصلوة

[illegible]

یہ امر بھی ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اسکے باپ یا دادا کا دوست آویگا تو انکی تعظیم کرینگے اس لئے کہ یہ شخص اسکے باپ یا دادا کا ملاقاتی او دوست ہے اسیطرح چونکہ کعبہ شریف اور مدینہ منورہ کی عظمت و حرمت مومنین کے دلوں میں جاگزیں ہے اس لئے جو چیز بھی ان کی جانب منسوب ہوگی وہ بھی قابل تعظیم و تکریم ہوگی دیکھو جب خانہ کعبہ کا غلاف آتا ہے تو ہر شخص عزت کیساتھ اسکی تعظیم و تکریم کرتا ہے اسکو آنکھوں سے لگاتے ہیں سر پر رکھتے ہیں بہت سی چیزیں وغیرہ جو کہ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ میں اکثر فروخت ہوتی ہیں حجاج خرید کر لاتے ہیں اور دوست و احباب و عزیز و اقربا میں انکو تقسیم کرتے ہیں لینے والے عزت کی نظر سے ان کو لے کر تبرک سمجھتے ہیں اور یہ تعظیم اس چیز کی نہیں ہے بلکہ وہ چیز خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی طرف منتسب ہے اس لئے

اُن کی تعظیم ہے اگر یہ چیزیں جہاں کی ہیں وہاں سے آئیں تو بازاری سمجھکر
کوئی ان کی طرف التفات بھی نہ کرتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعظیم حقیقۃً اُس
نسبت کی ہے جو خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہے اور اس نسبت کی
تعظیم بعینہ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی تعظیم ہے اسی طرح اگر رسول اللہ صلعم
کا ملبوس پاک یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مکتوب یا حسین علیہ السلام کی
کوئی تحریر لائی جاوے تو لوگ اُس کی تعظیم وتکریم کریں گے۔ سر پید رکھیں گے
آنکھوں سے لگاویں گے اگرچہ یہ چیزیں واقعی اور اصلی نہوں لیکن نسبت کی
وجہ سے اس کی تعظیم ضروری ہے پس جب کہ ان تمام چیزوں کی تعظیم کرنے
میں لوگوں کی عادت اس قسم کی تعظیم وتکریم کرنے کی جاری ہے۔ تو تعزیہ جو کہ
سید الشہداء علیہ السلام کی جانب منسوب ہے اُس کے ساتھ کیا کیا جانے گا۔
آیا اس کی تعظیم کریں گے؟ یا تو ہین کریں گے؟ میرے نزدیک تو کوئی ایسا شخص
کہ جس کے دل میں امام حسینؑ کی محبت ہو وہ یہ فیصلہ نہ کرے گا کہ تعزیہ کی تو ہین کرنا
چاہئے بلکہ تعظیم کرنے کے لئے حکم دے گا۔ ہاں جس کے دل میں امام حسینؑ کی
محبت نہیں ہے تو وہ اپنے نفس کی خباثت کی وجہ سے جو چاہے کہے
یا کرے۔

اوپر جو تبرکات کی تعظیم کے متعلق ذکر کیا گیا ہے تو اُن تبرکات کی
علت تعظیم اعتقاد ہے اور کچھ نہیں ورنہ فی نفسہٖ اُن چیزوں کی محبت مومنین کے

دلوں میں ہے۔ اور نہ وہ شارع کی جانب سے اس کی تعظیم کرنے کے لئے مامور ہیں۔ قرآن اور حدیث سے تو صرف اہلبیت رسول صلعم خصوصاً امام حسن اور حسین علیہما السلام کی محبت کرنا ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ کلام شریف میں اپنے رسول پاک سے فرماتا ہے "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ"۔ یعنی اے محمد مسلمانوں سے کہدو کہ میں احکام الٰہی کے پہونچانے پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا البتہ یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے اہلبیت سے محبت کرو۔

اور مشکوۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا کہ اہلبیت میں سے آپ کو کون زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا کہ حسنؑ اور حسینؑ۔

اور اسی مشکوۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو حسین کو دوست رکھے اور مثل اسباط بنی اسرائیل کے ایک سبط ہیں۔ بس جب کہ خود خداوند عالم اور رسول صلعم نے امام حسینؑ کو دوست رکھنے کا حکم دیا ہے تو مسلمانوں میں کوئی

بھی ایسا نہ ہو گا جس کے دل میں امام حسینؑ کی محبت نہو اور محبت کا اقتضا ریہ ہے کہ جو شے محبوب کی طرف مُضاف ہوتی ہے تو اضطراراً محبّت کرنے والے کا دل اس شیئی منسوب کی تعظیم و تکریم کرنے کے لیئے متوجہ ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا جو محبّان حسین علیہ السلام ہیں جب تعزیہ دیکھتے ہیں بایں خیال کہ یہ حضرت سید الشہدائے کے روضۂ تبرکہ کی نقل ہے اور اُن کی طرف منسوب ہے مثل اور تبرکات کے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ غرضکہ یہ ہمارا بیان تین باتوں پر مبنی ہے۔

اوّل یہ کہ نفس تعزیہ کا بنانا اولہ شرعیہ حدیث و قیاس سے جائز ہے۔ جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا اور یہ بدعت نہیں ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اسکے دیکھنے کے بعد مثل اور تبرکات کے اس کی تعظیم و تکریم کرنا جائز ہے۔

تیسرے یہ کہ تعزیہ ہی کی وجہ سے محرّم کے مہینہ میں خیرات خیرات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جو دوسرے مہینوں میں نہیں ہوتے۔ اکثر معتقدین کھانا پکوا کر خدا کی راہ میں تقسیم کرتے ہیں فقرا و مساکین سیر و سیراب کئے جاتے ہیں۔ ایسے کار خیر کا ثواب

شہدائے کربلا علیہم السلام کو نذر کیا جاتا ہے اور خود کار خیر کرنیوالا بھی حسنہ کا مستحق ہو جاتا ہے. خدا نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا اب رہیں تعزیہ داری کی وہ باتیں جو مختلف فیہ ہیں پس اگر وہ فعل مباح ہیں تو ان کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو غیر مشروع ہیں تو اُن کا ترک کرنا بہتر ہے۔

حسینؑ کی مصیبت و شہادت اصل میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصیبت و شہادت ہے

علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رسالہ سر الشہادتین میں کمالات رسول اللہ صلعم کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اعلم رحمك الله تعالى	آگاہ ہو خدا تم پر رحمت کرے
ان الكمالات التي تفرقت	بیشک وہ تمام کمالات جو پیغمبروں
في الانبياء عليهم السلام	میں الگ الگ تھے. ہمارے پیغمبر
قد اجتمعت في نبينا صلى الله	محمد مصطفی صلعم کی ذات بابرکات
عليه وسلم لكن بقي له كمال	میں یکجا جمع ہو گئے تھے مگر بنا بریک
لم يحصل له بنفسه وهي الشهادة	کمال باقی رہگیا جو آپکو نہیں حاصل ہوا اور یہ کمال

والسرّ في عدم حصول هذا له بنفسه
صلى الله عليه وسلم انه لو استشهد
في الحرب لأدّى ذلك الى كسر
شوكة الاسلام واختلال
الدين ولو استشهد غيلة وسرًّا
كما وقع لبعض خلفائه لم تشتهر
مرة شهادته ولا تمّت الشهادة
لان تمام الشهادة ان يقتل
الرجل في الغربة والكربة
وان يعقر جواده ويلقى جثته
مطروحة ويقتل حوله جمع
كثير من اعزة اصحابه وانصاره
وان ينهب ماله وان تؤسر نسائه
وايتامه كل ذلك في ذات الله
تعالى فاقتضت حكمة الله تعالى
ان يلحق هذا الكمال العظيم
بسائر كمالاته بعد وفاته

شہادت سے آپ کو اس کمال
کے حاصل نہ ہونے کا راز یہ ہے کہ
اگر حضرت جنگ میں شہید کر دیئے
جاتے تو اس شہادت کی وجہ سے
اسلام کا دبدبہ مٹ جاتا اور عام
لوگوں کی نظروں میں دین میں
کمزوری پیدا ہو جاتی اور اگر
حضرت دھوکے اور پوشیدہ طور
سے شہید کر دیئے جاتے جیسا کہ آپ کے
بعض خلفاء کے لئے ہوا تو شہادت
آپ کی شہرت نہ حاصل کر سکتی
بلکہ شہادت پوری بھی نہ ہوتی کیونکہ
شہادت پوری اور کامل اس طرح
ہوتی ہے کہ انسان مسافرت اور
مصیبت میں قتل کیا جائے اور جسم
اس شہید کا بلا دفن پڑا رہے اور
اسکے گرد ایک جماعت اسکے

وانقضاء ایام خلافته
التی تنافی المغلوبیة والمظلومیة
برجال من اهل بیته بل باقرب
اقاربه واعز اولاده ومن
یکون فی حکم ابنائه حتی تلحق
حالهم بحاله ویندرج کمالهم
فی کماله فتوجهت عنایة الله
تعالی بعد انقضاء ایام الخلافة
الی هذا الالحاق فاستنابت
الحسنین علیهما السلام مناب
جدهما علیه افضل الصلوات
والتحیات وجعلتهما مرآتین
لملاحظة وجهین لجماله ولما
کانت الشهادة علی قسمین
شهادة سر وشهادة علانیة
قسمت علیهما فاختص سبط
الاکبر بالقسم الاول

خاص احباب اور عزیزوں کی
قتل کر دی جائے اور اُس کا مال
لوٹ لیا جائے اور اُس کے اہلبیت
اور یتیم بچے قید کر لئے جائیں۔ یہ
سب خدا کی رضا میں ہو پس حکمت
الٰہی نے چاہا کہ یہ کمال عظیم پیغمبر صلعم
کے سارے کمالات کیساتھ آپ کی
وفات کے بعد شامل کر دیا جائے
پس جبکہ آپ کی خلافت کا زمانہ ختم
ہو گیا جو مظلومیت اور مغلوبیت
کے لئے نامناسب تھا آپ کے
اہلبیت کے بعض شخصوں کے ذریعہ
سے بلکہ جو آپ کے رشتہ داروں
میں سب سے زیادہ قریب ہوں اور
پیاری اولاد ہوں اور وہ جو آپکے
بیٹے کہے جا سکیں یہاں تک قریب
ہوں کہ اُن کا حال حضرت کے حال میں

ــــ واختص السبط الاصغر ملجائے (یعنی جو کچھ ان پر گذرے
بالقسم الثانی۔ گویا حضرت صلعم پر گذرا) اور ان کا
کمال آپ کے کمال میں داخل ہوجائے
پس خدا کی مہربانی متوجہ ہوئی خلافت کے دنوں کے گذرنے کے بعد اس
کمال کے شامل کرنے کی طرف تو عنایت خداوندی نے دونوں شہزادوں
امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ان کے نانا رسول صلعم کا قائم مقام بنایا اور دونوں کو
جمال محمدی کے دیکھنے کا آئینہ اور حضرت صلعم کے نورانی چہرہ کے دونوں رخسار قرار
دیا۔ چونکہ شہادت کی دو قسمیں تھیں ایک پوشیدہ دوسرے علانیہ ان میں سے
قسم اول امام حسنؑ سبط اکبر کو عطا ہوئی اور دوسری قسم یعنی علانیہ شہادت
امام حسینؑ سبط اصغر کو مخصوص ہوئی۔

اب سوال یہ ہے

کہ کیا رسول اللہ صلعم کے اس کمال کو چھپانا چاہیئے یا اسکو بیان نہ کرنا
چاہیے؟
کیا رسول اللہ کی اس مصیبت عظمیٰ کی یادگار میں عزاداری نہ کرنا چاہیئے
رسول اللہ صلعم کی مصیبت کی تعزیت کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔

وفی سنن ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ میں ہے کہ
انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	حضرت صلعم نے اپنی بیماری میں
فی مرضہ ایہا الناس ان احدا	فرمایا کہ اے لوگو! اگر کوئی شخص
من الناس او من المؤمنین اصیب	یا کوئی مومن کسی مصیبت میں مبتلا
بمصیبۃ فلیتعز بمصیبتی فی عین	ہو تو اسے چاہئے کہ عین اس مصیبت
المصیبۃ التی تصیبہ لغیری	میں جو دوسرے کیوجہ سے اسکو
فان احدا من امتی لن یصاب	پہنچے میری مصیبت کی تعزیت کرے
بمصیبۃ بعدی اشد علیہ	کیونکہ میری امت میں سے کوئی
من مصیبتی	شخص میرے بعد ہرگز ایسی مصیبت
ما ثبت من السنۃ شیخ عبد الحق محدث	میں مبتلا نہوگا کہ اس پر میری
دہلوی مـ۱۲ا طبع کانپور سنہ ۱۳۴۱ھ	مصیبت سے سخت تر ہو۔

آخر میں علمائے اہلسنت کے جانب سے جو اشتہار جو از تعزیہ داری کے بارے میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کو نقل کرتا ہوں خدا مسلمانوں کو توفیق دے کہ علمائے ملت کے احکام کی پابندی کریں۔

(۱)

حضرت زبدۃ السالکین قدوۃ الواصلین سید شاہ عبد الرزاق

بانسوی قدس اللہ سرہ العزیز و شیخ طریقت مرشد حقیقت حضرت استاد الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی قدس سرہٗ و حضرت ملا کمال الدین فتحپوری قدس سرہٗ و حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل بلگرامی قدس سرہٗ و جمیع علمائے فرنگی محل کا تعزیہ کیساتھ عمل جس کا احترام عقیدت منداں حضرات سید صاحب قدس سرہ الاعلیٰ کو لازم ہے۔

(۱) زیارت ضریح مبارک (جس کو تعزیہ کہتے ہیں) کے لیے حضرت کا تشریف لے جانا۔

(۲) حضرت سید الشہدا امام علیہ السلام کا حکم پا کے عشرہ محرم میں برابر جانے کو لازم کر لینا۔

(۳) تعزیہ کے لئے فرمانا کہ کاغذ اور لکڑی نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ ارواح مقدسہ متوجہ ہوتی ہیں۔

(۴) تعزیہ کی پیشوائی کرنا اور اپنے مکان پر لانا اور جب تک تعزیہ رہے دست بستہ کھڑے رہنا یہاں تک کہ ضعف پیری کے وقت بھی تکیہ دیوار سے یا لکڑی دے کے کھڑے رہنا۔

(۵) تعزیہ کے دفن میں شریک ہونا۔

یہی طریقہ حضرت کے فرزند حضرت شاہ غلام دوست محمد صاحب اور ان کے فرزند حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہم کا تھا۔ اس

اب تک جاری ہے۔

اسمائے گرامی ان علمائے فرنگی محل کے جن سے تعظیم تعزیہ کی منقول ہے۔ ملک العلماء حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا انوارالحق قدس سرہ۔

استاذ الاساتذہ مولانا نورالحق قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالاعلی فرزند حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ

حضرت مولانا عبدالواحد فرزند حضرت مولانا عبدالاعلی قدس سرہ

(نوٹ)

جن حضرات کو ان واقعات کی تصدیق منظور ہو وہ ملفوظ رزاقی اور رسالہ الغرانی جواز التعزیہ مصنفہ مولانا عبدالواحد نبیرۂ حضرت مولانا بحرالعلوم قدس سرہ دیکھیں یا اس پتہ پر تشریف لاکر تصدیق کرسکتے ہیں۔ مولوی شیخ محمد الطاف الرحمن قدوائی ساکن بڑا گاؤں بارہ بنکی مقیم حال فرنگی محل لکھنؤ۔

التماس

جو مسلمان اس نیک کام میں شرکت کرکے ثواب حاصل کرنا چاہیں وہ اس کی نقلیں چھپوا کر اپنے حلقہ میں شائع کریں۔

ہدایت

اہلسنت کو چاہیے کہ لامذہبوں، دہریوں، اور غیر مقلدوں
اور دیوبندیوں اور ندویوں کے فتووں سے بچیں اور علمائے سلف کی پیروی کریں

افترا

اور غلط بیانی

فرنگی محل کے علما میں سے مولانا عبدالقادر و مولانا محبت اللہ
محمد شفیع صاحب پر افترا ہے کہ انھوں نے تعزیہ داری کو حرام اور
شدید ترین گناہ ہونے کا فتوی دیا ہے۔ یا تعزیہ داری کو رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بیزاری کا باعث کہا ہے۔ یا تعزیہ داری
کو اسلام اور امام حسینؑ کیساتھ دشمنی کا نام بتایا ہے۔ یا محرّم کی روشنی
باجا اور جلوس کو یزید کے ساتھیوں کا کام کہا ہے ان حضرات نے
خود ایک گروہ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ ہمنے ان الفاظ کیساتھ کوئی
فتوی نہیں دیا ہے۔

المشتہر۔ حاجی چودھری شبراتی نواگنج

محلہ بڑا چوک کے مسلمانان تعزیہ دار کی طرف سے شائع کیا۔

(دبدبہ احمدی پریس شک گنج لکھنؤ)

(۲)

عزاداری حسینؑ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں

ننگے سر ہونا ۔ منہ پیٹنا

سیاہ پوش ہونا ۔ واویلا کرنا۔

اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا۔

نوحہ کرنا اور نوحہ گر ہونا

سر پیٹنا۔

سات محرم الحرام کو علیؑ۔ عباسؑ علمدار کا علم نکالنا۔

مندرجہ بالا سب جائز ہیں۔ اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں۔

لہذا ہر حنفی اہلسنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا

افعال سے متفق ہو کر اُن پر عمل پیرا ہو۔
یعنی ننگے سر
سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لے کر اقسام اقسام کے مرثیے
پڑھے۔
واویلا کرے۔ اور نوحہ کرے۔
منہ پیٹے۔ اور سر پیٹے
اور چلا چلا کر روئے۔ اور ماتم کرے۔ ص ۲۰۹
اور تعزیہ نکالے۔

(رسالہ معین دین اپریل ۱۹۳۴ء)

دیکھو صفحات مندرجہ بالا در اوراق عــنـم مصنفہ
فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات
سید محمد احمد حنفی، قادری، رضا خانوی، اشرفی چشتی، نثاروی
صابری، واحدی، الوری، مفتی الور و پنجاب، خطیب مسجد وزیر خان
صاحب مرحوم لاہور۔

تقریظ

امام العلما راس الفضلا سید الواعظین سند المحققین حامی سنت ماحی

بدعت مولانا مولوی حاجی صوفی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی ؛ مفتی لاہور، وامیر مرکز حزب الاحناف لاہور ۔

تقریظ

فاضل نوجوان، محبوب سبحان، مولانا مولوی : ابوالبرکات سید احمد صاحب زید مجدہ : ناظم مدرس دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ۔

تینوں مفتیان الور و پنجاب کا پورا حال عنقریب شائع ہوگا (زیادہ معلومات کے لئے رسالہ شہنشاہی بابتہ مارچ اور اپریل ملاحظہ ہو)

المشتہر

حکیم سید ہاشم علی شاہ سند یافتہ ؛ ناظم مرکزی جماعت اہل السنت بلکم محکمہ خمسہ عشریہ ازلیہ بدیہ بر مزار پر انوار پیر برہان شاہ بیرون یکی دروازہ لاہور